مواعظ اختر
نمبر ۸۲

دُعا



- دعا کی اہمیت و فضیلت
- دعا مانگنے میں ہماری کوتاہیاں
- دعا اور صبر و رضا
- دعا کے آداب و احکام
- مصائب میں صبر کا انعام
- دعا مانگنے والے کی عنداللہ محبوبیت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جُملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ:	دُعا
نامِ واعظ:	شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہٗ
تاریخِ وعظ:	۱۶/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷؁ھ مطابق ۱۶/جنوری ۱۹۸۷؁ء بروز جمعہ، سوا گیارہ بجے صبح؛ ۳ جون ۱۹۹۱؁ء بروز پیر بعد مغرب
مقام:	مسجدِ اشرف، گلشنِ اقبال، کراچی
موضوع:	دعا مانگنے کی اہمیت اور فضیلت، دعا کے احکام و آداب، قبولیتِ دعا کے مواقع، قبولیتِ دعا میں تاخیر کی حکمتیں، مصائب پر صبر کا انعام
مرتب:	حضرتِ اقدس سید عشرت جمیل میرؔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خادمِ خاص و خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
اشاعتِ اول:	ربیع الثانی ۱۴۴۰؁ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۲۰۱۸؁ء
ناشر:	ادارہ تالیفاتِ اختریہ بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات　　　　صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعا اور صبر و رضا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ط

(سورۃ المؤمن: آیۃ ٦٠)

وَ قَالَ تَعَالٰی اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ

(سورۃ النمل: آیۃ ٦٢)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُلِحِّیْنَ فِی الدُّعَاءِ

(شعب الایمان للبیھقی: باب الرجاء من اللہ تعالیٰ، ج ۲ ص ۳۶۴)

اس وقت دو آیتوں کی تلاوت کی گئی اور ایک حدیث شریف پیش کی گئی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں مجھے پکارو، مجھ سے دعا مانگو، میں قبول کروں گا۔ اور دوسری جگہ فرمایا اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ جب کوئی اضطرار کے ساتھ دعا کرتا ہے تو کون قبول کرتا ہے سوائے اللہ کے۔ اللہ تعالیٰ سوال فرما کر اقرار فرما رہے ہیں، اسے استفہامِ اقراری کہتے ہیں یعنی میرے سوا تمہاری دعاؤں کا کوئی قبول کرنے والا نہیں ہے۔ بظاہر تو سوال ہے لیکن سوال کی دو قسمیں ہیں، ایک استفہامِ اقراری کہلاتا ہے، دوسرے کو استفہامِ انکاری کہتے ہیں، یہاں استفہامِ اقراری ہے یعنی اللہ کے سوا کون ہے تمہاری دعاؤں کو قبول کرنے والا۔

استفہام کی دو قسمیں اور ان کی مثالیں

اور استفہامِ انکاری کی مثال حدیثِ پاک کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ

نابینا صحابی عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ خدمتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو بیویوں سے یعنی ہماری دو ماؤں سے فرمایا: اِحْتَجِبَا تم دونوں پردے میں ہوجاؤ، ہماری ماؤں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ تو نابینا ہیں، یہ ہم کو نہیں دیکھتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِہٖ کیا تم دونوں بھی ان کو نہیں دیکھتی ہو؟ کیا مطلب؟ تم ان کو دیکھتی ہو، اس استفہام کا نام استفہامِ اقراری ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا یہ عَمْیَاءُ سے عَمْیَاوَانِ، تثنیہ کا صیغہ ہوا ہے، کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ یعنی وہ تو نابینا ہیں، کیا تم بھی نابینا ہو؟ یہ استفہامِ انکاری ہے یعنی نابینا نہیں ہو۔ ایک ہی حدیث میں استفہام کی دونوں قسمیں بیان ہوگئیں۔

استاذ اگر پڑھاتے وقت قرآن و حدیث کی مثالوں سے اپنے طلباء کو سمجھا دے تو اس سے بہت برکت ہوتی ہے اور لطف بھی بہت آتا ہے، اگر تمام دنیا کی مثالیں پیش کرو تو بھی اس استفہام کی دونوں قسمیں سمجھانے کے لئے وہ مزہ نہیں آسکتا جو کلامِ رب العالمین سے اور کلامِ نبوت سے سمجھانے میں آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو سوال فرمائے، پہلا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِہٖ یعنی وہ تو نہیں دیکھتے، کیا تم بھی نہیں دیکھتی ہو؟ عبد اللہ ابن ام مکتوم تو نابینا ہیں، لیکن کیا تمہیں بھی نظر نہیں آتا؟ یعنی دیکھتی ہو۔ یہ سوال کیسا ہے؟ اقراری ہے، یعنی بینائی کا اقرار ہورہا ہے، تم دونوں بینا ہو، نابینا نہیں ہو۔ اور دوسرا سوال یہ کیا کہ اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ یعنی نابینا نہیں ہو۔ تو ایک ہی روایت میں استفہامِ اقراری اور اسی میں استفہامِ انکاری کی یہ کیسی مثال ہے!

اللہ تعالیٰ کو گڑگڑا کر دعا مانگنے والے محبوب ہیں

تو اللہ تعالیٰ نے استفہامِ اقراری سے یہ اعلان فرمایا اَمَّنْ یُّجِیْبُ

اَلْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ کون ہے جو حالتِ اضطرار میں مضطر کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اللہ کو پکارتا ہے۔ لہٰذا دعا کے قبول ہونے کی ایک شان تو اس آیت میں بیان کی گئی اور دوسری شان اس حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُلِحِّیْنَ فِی الدُّعَاءِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں، آگے اسمِ فاعل آرہا ہے جو اَلَّذِیْنَ کے معنی میں الف لام میں موجود ہے، جو لوگ اپنی دعاؤں میں الحاح کرتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں، عبارت یوں ہوجائے گی اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ مُلِحِّیْنَ فِی الدُّعَاءِ۔ مُلِحِّیْنَ کس کو کہتے ہیں؟ اِلْحَاحٌ، بابِ افعال سے ہے، اس میں دو ''حا'' ہیں، اس لئے ادغام ہوگیا۔ اَلْمُلِحِّیْنَ کے معنی ہیں اَلَّذِیْنَ اَلَحُّوْا فِی الدُّعَاءِ جو لوگ دعا میں الحاح کرتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں، الحاح معنی اَڑ کے مانگنا، گڑگڑا کر مانگنا جیسے چھوٹے بچے کہتے ہیں ابّا ہم ٹافی لیں گے، لیں گے، ابّا مجھے ٹافی دو، کتنا ہی اس کو بھگاؤ کہ ہٹو! اس وقت میں ضروری کام کر رہا ہوں مگر وہ نہیں مانتے، کہتے ہیں ہم نہیں جانتے، ہمیں تو ٹافی ضروری ہے۔ ابّا کہتے ہیں اس وقت ہم ضروری کام میں مشغول ہیں، اور بیٹا کیا کہتا ہے؟ چھوٹا سا بچہ، وہ کہتا ہے آپ کا ضروری کام ہوگا، ہمارا تو ضروری کام ٹافی ہے، ہم کو ٹافی دیجئے، اس کے بغیر ہم ہٹیں گے نہیں۔ جب تین چار دفعہ وہ ضد کرتا ہے تو باپ بھی جان چھڑاتا ہے، کہتا ہے بھئی اچھا لے! بھاگ جا یہاں سے۔ لیکن اللہ کے پاس معاملہ دوسرا ہے، ابّا تو جان چھڑانے کے لئے ٹافی دے کر بھگا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ جان نہیں چھڑاتے بلکہ محبت فرماتے ہیں، بندے کی اس ادا سے اَور زیادہ خوش ہوجاتے ہیں۔

بنگلہ دیش میں انگریزی بولنے والے ایک فقیر کا قصہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ اُس بندے کو محبوب

رکھتے ہیں جو اَڑ کر مانگے کہ ہم تو لے کے رہیں گے، بغیر آپ سے لئے ہوئے ہٹیں گے نہیں، اگر آپ نہیں دیں گے تو ہمیں کون دے گا؟ آپ ہی تو ہمارے ربّا ہیں، اور اکیلے ربّا ہیں، ہمارا کوئی دوسرا رب بھی نہیں ہے، یہی تو میری آخری چوکھٹ ہے، آخری دروازہ ہے اور واحد دروازہ ہے، خوب گڑگڑا کے مانگے۔ جو گڑگڑا گڑگڑا کر مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں، اس کو محبوب بنا لیتے ہیں۔ لیجیے صاحب، دنیا میں کسی سے مانگئے تو کہتے ہیں کہ بابا معاف کرو، تنگ مت کرو۔ اس پر ایک قصہ یاد آیا۔ ایک مرتبہ ڈھاکہ میں ایک چوراہے پر ہماری گاڑی رُکی کیونکہ سگنل سرخ تھا، اتنے میں ایک فقیر آیا، بالکل خستہ حال، چیتھڑے لپیٹے ہوئے اور اس نے انگریزی میں ہمارے ساتھی قاضی خدا بخش کو جو یہاں سے ہمارے ساتھ گئے تھے، ان کو کہا گڈ نائٹ (Good Night) تو قاضی صاحب نے اس سے کہا کہ میاں! یہ رات کا سلام ہے، تم دن میں کہاں کر رہے ہو؟ کچھ سیکھ لیا ہوگا اس نے، یہ فقیر مائل کرنے کے لئے کچھ تماشے بھی دِکھاتے ہیں۔ مجھے بھی ہنسی معلوم ہوئی کہ دیکھو! مانگ رہا ہے بھیک اور انگریزی بول رہا ہے۔ بہرحال جان چھڑانے کے لئے جب وہ زیادہ تنگ کرنے لگا تو کہا بابا! معاف کرو، تنگ مت کرو۔ لیکن اللہ سے جو لوگ گڑگڑاتے ہیں، چاہے تمام عمر گڑگڑاتے رہیں، کبھی اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتے کہ بھاگو یہاں سے، تنگ مت کرو۔

کثرتِ دعا سے کام بنتا ہے

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دے رہے ہیں کہ بار بار گڑگڑا گڑگڑا کے مانگنا، اَڑ کے مانگنا، کہ اے اللہ! اگر آپ نہیں دیں گے تو کون دے گا، بس آپ ہمیں دے دیجئے، تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو محبوب فرما لیتے ہیں۔ اس پر میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ نے موٹر سائیکل یا موٹر مانگی اور گڑگڑا کر مانگی، یا اپنی

اصلاح اور تزکیہ مانگا کہ اے اللہ! میری اصلاح فرمادے، میرا تزکیہ فرمادے، گناہوں کو چھوڑنے کی توفیق دے دے، یا اپنی صحت مانگی، دنیا یا آخرت کی جس نعمت پر آپ اَڑے ہوئے ہیں تو روزانہ دو رکعات صلوٰۃِ حاجت پڑھ کر تین تین دفعہ مانگیے۔ چوبیس گھنٹے میں کم از کم تین مرتبہ صلوٰۃِ حاجت پڑھیے تاکہ کثرت سے مانگنا ثابت ہوجائے کیونکہ عربی میں جمع کا لفظ تین کے لئے آتا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں نابینا ہوگئے تھے تو آپ کی والدہ صاحبہ کثرت سے آپ کی بینائی کے لئے دعا کرتی تھیں:

((كَانَتْ أُمُّهٗ مُسْتَجَابَةَ الدَّعْوَةِ تُوُفِّيَ اَبُوْهُ وَهُوَ صَغِيْرٌ فَنَشَأَ فِيْ حِجْرِ وَالِدَتِهٖ ثُمَّ عَمِيَ وَقَدْ عَجَزَ الْاَطِبَّاءُ عَنْ مُعَالَجَتِهٖ فَرَأَتْ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِلًا لَّهَا قَدْ رَدَّ اللهُ عَلَى ابْنِكِ بَصَرَهٗ بِكَثْرَةِ دُعَائِكِ لَهٗ فَاَصْبَحَ وَقَدْ رَدَّ اللهُ عَلَيْهِ بَصَرَهٗ))

(مرقاۃ المفاتیح:(رشیدیہ)؛ مقدمۃ المؤلف؛ ج۱ص۵۷)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ان کی والدہ کو خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی اور اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے تیرے بیٹے کی بینائی کو واپس کردیا، کیوں؟ بِكَثْرَةِ دُعَائِكِ تیری کثرتِ دعا سے، صبح دیکھا تو بیٹے کی بینائی واپس آچکی تھی۔

تو معلوم ہوا کہ کثرتِ دعا سے کام بنتا ہے، دو چار دن دعا کرکے چھوڑنا نہیں چاہیے، دعا میں لگے رہو۔ بعض لوگ دو تین دفعہ مانگ کر پھر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں یا مایوس ہوجاتے ہیں کہ تین تین مرتبہ مانگا، دو دو رکعت بھی پڑھی، اللہ تعالیٰ نے کہاں دیا؟ نعوذ باللہ۔ انبیاء علیہم السلام کی بعض دعائیں چالیس چالیس سال کے بعد قبول ہوئی ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے جو خواب دیکھا تھا اس کی

تعبیر کا ظہور چالیس سال کے بعد ہوا، اور ایک روایت کے مطابق اسّی برس کے بعد ہوا۔ (بحوالہ تفسیر جلالین تحت سورۃ یوسف، آیۃ ۱۰۰)

دعا کی قبولیت کی مختلف صورتیں

لہٰذا یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ دعا تو ہمیشہ قبول ہی قبول ہے لیکن قبولیت کی کئی صورتیں ہیں، اگر ان کا علم نہیں ہوگا تو شیطان مایوس کر دے گا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّدْعُوْ بِدَعْوَةٍ لَّيْسَ فِيْهَا اِثْمٌ وَّلَا قَطِيْعَةُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاهُ اللهُ بِهَا اِحْدٰى ثَلٰثٍ اِمَّا اَنْ يُّعَجِّلَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ وَاِمَّا اَنْ يَّدَّخِرَهَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ وَاِمَّا اَنْ يَّصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا قَالُوْا اِذًا نُّكْثِرُ قَالَ اللهُ اَكْثَرُ۔ رواہ احمد))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الدعوات؛ ص۱۹۶)

مسلمان کی کوئی دعا ایسی نہیں کہ جو قبول نہ ہوتی ہو مگر قبولیت کی کئی صورتیں ہیں، نمبر ۱۔ دعا کی قبولیت کی پہلی صورت یہ ہے کہ بندہ جو دعا مانگے، اللہ تعالیٰ وہی چیز اس کو دے دیں، نمبر ۲۔ لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم جو چیز مانگ رہے ہیں، اس میں اللہ کے علم میں ہمارے لئے خیر نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہماری دعا کو آخرت میں ذخیرہ کر دیتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ہماری جو دعائیں دنیا میں قبول نہیں ہوئیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان پر اتنا زیادہ اجر عطا کریں گے، ان کا اتنا زیادہ بدلہ دیں گے کہ مومن یہ کہے گا کہ کاش! دنیا میں میری کوئی دعا قبول ہی نہ ہوتی، لہٰذا دوسری صورت دعا کی قبولیت کی یہ ہے کہ اس کا اجر آخرت میں ملے گا۔ نمبر ۳۔ یا پھر اس دعا کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس سے کوئی مصیبت دور کر دیتے ہیں۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ کبھی درجات بلند کرنے کے لئے بھی دعا کی قبولیت میں دیر ہوتی ہے:

((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللہِ مَنْزِلَۃٌ لَّمْ یَبْلُغْھَا بِعَمَلِہٖ
ابْتَلَاہُ اللہُ فِیْ جَسَدِہٖ اَوْ فِیْ مَالِہٖ اَوْ فِیْ وَلَدِہٖ ثُمَّ صَبَّرَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ
حَتّٰی یُبَلِّغَہُ الْمَنْزِلَۃَ الَّتِیْ سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللہِ۔ راوہ احمد وابو داؤد))
(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض، ص ۱۳۷)

اللہ نے کسی بندہ کے لئے اعلیٰ مقام لکھا ہوا ہے مگر وہ عمل میں کمزور ہے جس کی وجہ سے اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا تو اس کے جسم پر یا مال اور اولاد پر کوئی بلا آئے گی اور اللہ اس کو صبر کی طاقت بھی دیں گے، جس سے اس اعلیٰ مقام پر اسے پہنچا دیں گے۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جب یہ سنا کہ دعا کی قبولیت کی اتنی اتنی صورتیں ہیں تو انہوں نے عرض کیا: اِذًا نُّکْثِرُ۔ اَکثر یُکثر کا جمع متکلم نُکثِرُ ہے یعنی پھر تو ہم دعا میں خوب کثرت کریں گے، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اَللہُ اَکْثَرُ اللہ اس سے بھی زیادہ دینے والا ہے، اس کے خزانے لامحدود ہیں۔

ڈاکٹر اگر مایوس کرے تو بھی اللہ سے نا اُمید مت ہو

دوستو! تمام خزانوں کا مالک اللہ ہے: وَ لِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ مگر اپنے خزانوں سے بے نیاز ہے، وہ خزانے اپنے بندوں کے لئے بنائے ہیں، ہمارے مانگنے میں کمی ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری کوئی دعا ایسی نہیں جو قبول نہ ہوئی ہو، جو قبول نہیں ہوئی تو میرے مانگنے ہی میں کمی تھی۔ مانگنے کا بھی ڈھنگ ہوتا ہے، درد بھرے دل اور اَشکبار آنکھوں سے مانگنے سے کام بنتا ہے۔ آج سے بہت برس پہلے ایک شخص نے کہا کہ میرے مرض کے لئے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ یہ اچھا نہیں ہوگا، میں نے اس سے کہا کہ ڈاکٹر نے تمہیں مایوس کیا ہے، مخلوق نے مایوس کیا ہے، خالق نے تو مایوس نہیں کیا، تم روزانہ تین مرتبہ دو دو رکعات صلوٰۃ الحاجت پڑھو اور اللہ سے گڑگڑا کر مانگو۔ بس جناب! اس نے خوب مانگا، سجدہ گاہ کو آنسوؤں سے تر کر دیا، کچھ مہینے بعد ہنستا ہوا آیا کہ

میری بیماری بغیر کسی دوا کے اچھی ہوگئی۔یہی حال روحانی بیماری کا بھی ہے،اگر کسی کا دس بیس سال سے بزرگوں کے پاس آنا جانا ہے،مگر پھر بھی بعضوں کو گناہ کی ایسی عادت ہے کہ بار بار اُن کی توبہ ٹوٹ جاتی ہے،شیطان کہتا ہے کہ میاں! خانقاہوں میں آتے جاتے،اللہ والوں سے ملتے جلتے،توبہ کرتے ہوئے بیس سال ہوگئے لیکن پھر بھی تمہارا حال خراب ہے،لہٰذا خانقاہوں میں جانے کا کیا فائدہ ہے؟ تو اس کا علاج بھی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے روؤ، بزرگوں کے مشورے پر عمل کرتے رہو، دو دو رکعات صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہو، ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن ان کا کرم آئے گا،اور جب ان کا کرم آئے گا تو پھر آپ دیکھیں گے ؎

گلستان است گلستان است گلستاں

غم اور مصیبت کے حالات میں دو کام کرنے چاہئیں

اب اس بات کو سمجھ لیجیے کہ غم اور مصیبت کے حالات میں کرنے کے کام دو ہیں،یعنی غم کے حالات کے دو حق ہیں۔نمبر ۱: اللہ سے عافیت کی دعا مانگنا۔ ایسے حالات میں اللہ سے عافیت کی دعا مانگنا یہ ادائے حقوقِ بندگی ہے۔اس میں اپنے ضعف اور عجز کا اظہار اور اقرار ہے،ادائے حقِ بندگی ہے کہ میرا بندہ اپنے ضعف کا اقرار کر رہا ہے کہ غم زیادہ ہونے سے دل کمزور ہوجائے گا، ہم ضعیف ہیں، ناتواں ہیں، اے اللہ! آپ اپنی رحمت سے اس غم کو عافیت سے تبدیل فرمادیں۔نمبر ۲: دل سے اس پر راضی رہے کہ اگر دعا قبول نہ ہوئی، اسی حالت میں رہا تو اللہ تعالیٰ سے شکایت نہیں کروں گا،یہی تسلیم و رضا ہے یعنی اس پر راضی رہنا یہ ادائے حقوقِ مالک ہے کہ وہ ہمارے مالک ہیں اور وہ بھی ارحم الراحمین مالک! اس بات کا یقین رکھے کہ اس غم میں ضرور ہمارا کوئی فائدہ ہے، اس فائدے کا یقین کرنا فرضِ عین ہے۔

نمازِ حاجت کی مسنون دعا

لہٰذا جو لوگ کچھ تکلیف میں رہتے ہیں، بیماری کی تکلیف ہو یا کوئی اور غم ہو یا کسی قسم کی ذہنی پریشانی ہو تو دعا اور تدبیر دونوں کریں، سب سے پہلا نمبر دعا کا ہے، دو رکعات صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر بار بار اللہ سے دعا کریں۔ اگر وہ دعا یاد ہے جو مشکوٰۃ شریف میں اور شامی کی جلد ۲ میں ہے، جو دعائے مسنونہ ہے:

((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ
وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا
اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا
اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔ رواہ الترمذی وابن ماجة))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب التطوع، ص ۱۱۷)، (شامی: ج ۲ ص ۴۷۳)

یہ دعا آخر تک پڑھ کر اپنی حاجات کے لئے دعا مانگ لے، اور جو مناسب تدبیر ہو وہ بھی کرے۔

غم و پریشانی کے دور ہونے کا انتظار کرنا بہترین عبادت ہے

لیکن پھر اللہ کی رحمت کا منتظر رہے، مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

((اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ۔ رواہ الترمذی))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، کتاب الدعوات، ص ۱۹۵)

سب سے بہترین عبادت اللہ کی رحمت کا انتظار کرنا ہے کہ اب رحمت آئی اور میرا غم دور ہوا، اب رحمت آئی اور میری بیماری دور ہوئی۔ غرض امید لگائے بیٹھے ہیں اور مانگتے بھی جا رہے ہیں، ناامید نہ ہونا، کشادگی کا، غم و پریشانی کے دور ہونے کا انتظار کرنا یہ افضل العبادات ہے۔ اب اس کی وجہ کیا ہے؟

((لِاَنَّ الصَّبْرَ فِی الْبَلَآءِ انْقِیَادٌ لِّلْقَضَآءِ))

(مرقاۃ المفاتیح: (مکتبہ رشیدیہ)، کتاب الدعوات، ج۵ ص۱۲۳)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ لکھتے ہیں کہ بلا میں صبر سے رہنا، اللہ کی رحمت کا منتظر رہنا اور اللہ سے شکایت نہ کرنا، یہ اِنْقِیَادٌ لِّلْقَضَآءِ ہے، اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور قضا کا احترام کرنا ہے کہ مالک جس حال میں چاہے رکھے، ہمارا کام مانگنا اور گڑگڑانا اور دعا کرنا ہے، یہ نہیں کہ اللہ میاں نے ہم ہی کو کیوں تاک رکھا ہے؟ اللہ میاں نے ہم ہی کو کیوں نشانہ بنا رکھا ہے؟ یہ کیوں جس نے لگایا وہ برباد ہوا، شیطان نے کیوں لگایا تھا کہ ہم کو آگ سے پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا، پھر آپ نے ہمیں سجدہ کرنے کا حکم کیوں دیا؟ یہ کیوں اور چوں چرا کرنا یہ بندوں کا کام نہیں ہے۔

بندگی کی حقیقت اور خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ

بارہا سنا چکا ہوں کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غلام خریدا، پوچھا اے غلام! تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا کہ حضور غلاموں کا کوئی نام نہیں ہوتا، جس نام سے مالک پکار لے وہی اس کا نام ہوتا ہے۔ سبحان اللہ! کیسا مبارک غلام تھا، صاحبِ نسبت ولی اللہ غلام تھا۔ پھر خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اے غلام! کیا پہنے گا؟ اس نے کہا کہ حضور! غلاموں کا کوئی لباس نہیں ہوتا، مالک جو پہنا دے وہی اس کا لباس ہوتا ہے۔ اللہ اللہ! خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مست ہو گئے۔ پھر تیسرا سوال کیا اے غلام! کیا کھائے گا؟ کیا کھانے کا تیرا ذوق ہے؟ کیا عادت ہے؟ اس نے کہا کہ حضور غلاموں کا کوئی کھانا نہیں ہوتا، مالک جو کھلا دے وہی اس کا کھانا ہوتا ہے۔ بس خواجہ حسن بصری نے ایک آہ کھینچی اور بے ہوش ہو گئے، جب افاقہ ہوا، ہوش میں آئے تو فرمایا اے غلام! میں نے تجھے آزاد کر دیا۔ پوچھا کس خوشی میں؟ فرمایا کہ تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کی غلامی اور

بندگی سکھادی، مجھ پر اللہ کی غلامی اور اس کی بندگی کے راز منکشف کر دیئے۔ ہم آج تک نہیں جانتے تھے کہ بندے کو دنیا میں کس طرح رہنا چاہیے، ہم لوگ تو تجویز کرتے ہیں کہ ہمیں ایسے رہنا ہے، گویا بندہ ہو کر خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔

بندگی کی حقیقت اور حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ

میں کوشش کرنے، تدبیر کرنے اور دعا مانگنے سے منع نہیں کر رہا ہوں لیکن اپنے لئے تجویز مت کرو کہ ہمیں تو بس یونہی رہنا ہے، دعا کرکے، تدبیر کرکے پھر راضی رہو۔ مانگنا بادشاہت کا بھی جائز ہے لیکن راضی رہو فقیری پر، مانگو تو بریانی اور مرغ اور مچھلی کا کباب لیکن راضی رہو چٹنی روٹی پر۔ اگر اللہ کھلائے تو چٹنی روٹی میں بھی عاشقوں کو مزہ آجاتا ہے۔ ایک مرتبہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارہر کی دال اور ہری مرچ ہرا دھنیا کی چٹنی کھائی، پھولپور میں کچھ دھنیا کاشت کر رکھا تھا، ہر لقمہ میں ذرا سی چٹنی لگاتے تھے اور مجھ سے فرمایا اختر! مجھے تو اس دال میں بریانی کا مزہ آرہا ہے، جس دال میں گھی بھی نہیں ہے، نہ گوشت ہے، نہ قیمہ ہے، نہ کباب ہے۔ اللہ والوں سے پوچھو کہ وہ تصور کرتے ہیں کہ یہ کھانا میرے اللہ نے بھیجا ہے۔ اگر دنیا کے تمام معشوق مجنوں کو بریانی بھیجتے لیکن لیلیٰ ایک سوکھی روٹی کا ٹکڑا بھیج دیتی تو مجنوں کو حال آجاتا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؂

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود

ارے! مرنے والی گلنے سڑنے والی لاشوں کے عشق میں کیا رکھا ہے، مولیٰ کی محبت اس سے کہیں زیادہ اعلیٰ ہے۔

آخرت اور دنیا کے عیش و مصائب کی مثال

ان کی طرف سے جو چیز آجائے سمجھو کہ اللہ نے بھیجی ہے، اللہ جو

پہنا دے پہن لو، جو کھلا دے کھالو، جہاں رکھے رہ لو، آخر میں بلڈنگوں والے بھی قبروں میں جائیں گے اور جھونپڑی والے بھی قبروں میں جائیں گے۔ نہ یہاں کا عیش وراحت دائمی ہے اور نہ یہاں کی تکلیف ہمیشہ رہے گی، دنیا کو آخرت کے آرام اور آخرت کے عذاب سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے:

((يُؤْتٰى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صِبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتٰى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صِبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَهَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ۔ رواه مسلم))

(مشكوة المصابيح: (قديمى)؛ باب صفة النار واهلها؛ ص ۵۰۲)

قیامت کے دن ایک شخص کو جس نے دنیا میں نہایت عیش و آرام کی زندگی گذاری ہوگی، لیکن جس کو عیش میں خدا یاد نہ رہے، نافرمانیوں میں مبتلا ہو جائے تو وہ بھی ایسا ہی ہوگا کہ اس کے لئے دوزخ کا فیصلہ ہوگا۔ دوزخ میں ڈالنے سے پہلے اس کو دوزخ میں صرف ایک غوطہ دیا جائے گا جیسے کپڑا رنگنے والا کپڑے کو رنگتے وقت غوطہ دیتا ہے کہ دوزخ کی آگ میں ڈال کر فوراً نکال لیا جائے گا۔ پھر اللہ اس سے پوچھے گا کہ کیا تُو نے کبھی عیش و آرام بھی دیکھا ہے؟ وہ دنیا کا سارا عیش ایک لمحہ میں بھول جائے گا اور کہے گا خدا کی قسم! میں نے کبھی راحت دیکھی ہی نہیں، دوزخ کی مصیبت کے سامنے دنیا کی راحت کی اتنی سی بھی حیثیت نہیں۔ ایسے ہی ایک شخص جس نے دنیا کی زندگی میں ہمیشہ مصائب کا سامنا کیا، کبھی سُکھ دیکھنا اس کو نصیب نہیں ہوا، اس کو ایک غوطہ جنت کی ہواؤں میں دیا جائے گا، اس سے بھی اللہ پوچھے گا کہ کیا تُو نے دنیا میں کبھی کوئی غم دیکھا؟ وہ

جنت کی نعمتوں کے سامنے سب غم بھول کر کہے گا کہ میں نے کبھی غم دیکھا ہی نہیں۔

لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ کسی مصیبت سے نہ گھبرائے، اگر ہمیشہ عافیت و راحت ہی رہے تو مزاجِ عبدیت استقامت سے ہٹ جائے۔ بغیر تکلیف و مصیبت کے زاری و شکستگی پیدا نہیں ہوتی۔ اللہ حاکم بھی ہے اور حکیم بھی، وہی جانتا ہے کہ غم کی آگ سے ایمان اور اخلاص کے نور میں کیا ترقی ہو رہی ہے اور جنت میں اس صبر کا ہمیں کیا درجہ ملنے والا ہے؟ پردیس کے دن کٹ ہی جاتے ہیں، مصیبت سے نجات تو مانگے لیکن مصیبت کو اپنے لئے مفید سمجھے، اگر کسی کو مصیبت میں خدا سے تعلق بڑھ جائے اور اللہ والوں کے پاس جانے کی توفیق ہو جائے، ان سے دعا کرا رہا ہو، اللہ سے دو رکعات صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر دعا مانگ رہا ہو اور اس مصیبت کی وجہ سے بہت سے گناہ چھوٹ گئے ہوں تو جو مصیبت اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑ دے، جو مصیبت غفلت کے پردوں کو چاک کر دے، وہ مصیبت نہیں نعمت ہے۔

لرزا دینے والے مصائب میں حکمتِ الٰہیہ کی مثال

بعض وقت اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو ایسی راہوں سے پیار دیتے ہیں جو بظاہر بہت خونریز نظر آتی ہیں، بعض اوقات ایسے مصائب آتے ہیں کہ دل لرز جاتا ہے کہ اس مصیبت کا کیا انجام ہو گا مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی کسی مصیبت کو رائیگاں نہیں جانے دیتے بشرطیکہ ان سے رجوع رہے، اللہ سے مانگنا نہ چھوڑے، چاہے مر جائے مگر آخری سانس تک اللہ سے لپٹا رہے۔ دیکھو! حضرت یوسف علیہ السلام پر کیا کیا مصائب اور پریشانیاں آئیں، کنویں میں ڈالے گئے، غلام بنائے گئے، پھر کتنا عرصہ قید خانے میں گذارنا پڑا لیکن ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی معیتِ خاصہ سے مشرف رہے۔

اللہ تعالیٰ کے اندازِ تربیت برائے پیغمبر یعقوب و یوسف علیہما السلام

اور حضرت یعقوب علیہ السلام پر کتنا غم آیا کہ روتے روتے ان کی آنکھیں سفید ہوگئیں، وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ (سورۃ یوسف: آیۃ ۸۴)۔ حضرت یوسف علیہ السلام میل ڈیڑھ میل کے فاصلے پر کنویں میں تھے مگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو بتایا نہیں گیا۔ خدا دیکھ رہا تھا کہ غم سے میرے نبی کی آنکھیں سفید ہو رہی ہیں لیکن کبھی تربیت کے لئے، تکمیلِ محبت کے لئے، اصلاحِ نفس کے لئے اور درجات کی بلندی کے لئے غم بھی پہنچانا ضروری ہوتا ہے، یہاں بھی درجات کی بلندی مقصود تھی کیونکہ وہ نبی تھے۔ جب تک اللہ نے چاہا کہ ان کو غم سے اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیں، اس وقت تک جبرئیل علیہ السلام کو بھی اجازت نہیں تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو بتاتے کہ یوسف علیہ السلام قید خانے میں ہیں حالانکہ جبرئیل علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ السلام سے قید خانے میں ملاقات بھی ثابت ہے:

((اِنَّ جِبْرِيْلَ علیہ السلام دَخَلَ عَلٰى يُوْسُفَ علیہ السلام فِى السِّجْنِ فَعَرَفَهٗ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)؛ سورۃ یوسف؛ ج ۱۳ ص ۵۲)

اور علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کنویں میں ڈالا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام وہاں پہلے ہی سے ہاتھ کھولے کھڑے تھے:

((وَكَانَ جِبْرِيْلُ تَحْتَ سَاقِ الْعَرْشِ فَاَوْحَى اللهُ اِلَيْهِ اَنْ اَدْرِكْ عَبْدِيْ قَالَ جِبْرِيْلُ فَاَسْرَعْتُ وَهَبَطْتُّ حَتّٰى عَارَضْتُهٗ بَيْنَ الرَّمْيِ وَالْوُقُوْعِ فَاَقْعَدْتُّهٗ عَلَى الصَّخْرَةِ سَالِمًا))

(تفسیر القرطبی: (دار الکتب المصریۃ، القاھرۃ)؛ سورۃ یوسف؛ ج ۹ ص ۱۴۳)

انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو فوراً اپنی آغوشِ محبت میں لے کر صحیح سلامت ایک چٹان پر بٹھا دیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے غمِ یوسف علیہ السلام کی حکمت

حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں جو روتے روتے سفید ہو گئیں تو یہ قالب کا غم تھا، فَهُوَ كَظِيمٌ اور آپ اندر ہی اندر گھٹ رہے تھے، یہ قلب کا غم تھا یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو ظاہری غم بھی دیا اور باطنی غم بھی دیا تا کہ تمام دنیا کو پتا چل جائے کہ اللہ کے عاشقوں کا یہ حال ہے۔ اللہ تعالیٰ قلباً اور قالباً اپنے عاشقوں کی تاریخِ عشق بیان فرما رہے ہیں کہ میرے عاشقوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ کے پیارے اور پیغمبر تھے پھر بھی ان پر غم آیا لہٰذا اگر کبھی غم آئے تو یہ مت سمجھو کہ ہم اللہ کے پیارے نہیں ہیں، اگر اللہ کے یہاں ہمارا کوئی درجہ ہوتا تو ہم پر یہ غم نہ آتا۔ کیا حضرت یعقوب علیہ السلام کا درجہ نہیں تھا؟ کیا وہ پیغمبر نہیں تھے؟ لہٰذا جب غم آئے تو یہ وسوسہ بھی مت لاؤ، یہ سمجھو کہ ہم پیارے ہیں لیکن ہمیں کوئی بڑا درجہ دینا ہے، اس غم سے اس کا توازن قائم کرنا ہے۔ وہ اسی کو غم دیتے ہیں جسے اپنا سمجھتے ہیں، خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اسی کو غم بھی دیتے ہیں جسے اپنا سمجھتے ہیں

اس سے تربیت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو بہت اونچا مقام دیتے ہیں، اگر یہ غم نہ دیا جائے تو عبدیت کا توازن قائم کرنا مشکل ہو جائے۔

جو نعمت ہمیں اللہ سے دور کر دے، وہ نعمت نہیں مصیبت ہے

تو جو مصیبت ہمیں اللہ سے قریب کر دے، وہ مصیبت نہیں نعمت ہے، اور جو نعمت ہمیں خدا سے دور کر دے وہ نعمت نہیں مصیبت ہے مثلاً کسی کا کاروبار نہیں چل رہا تھا، اس نے کسی بزرگ سے دعا کروائی، انہوں نے کوئی وظیفہ بتا دیا، دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر روزانہ دعا مانگنے پر لگا دیا۔ ان کی دعا کی برکت سے اس کا کاروبار چل پڑا، خوب مال و دولت کی فراوانی ہو گئی، لیکن اگر

اس دولت سے اس نے اپنی جائز حاجات پوری کرنے کے علاوہ گناہوں میں خرچ کیا مثلاً وی سی آر، ٹیلی ویژن لے آیا، ننگی فلموں اور بدمعاشیوں میں لگ گیا، غیر اللہ میں پھنس گیا تو یہ دولت اس کے لئے نعمت نہیں مصیبت ہے۔

مرضِ جسمانی وروحانی دونوں میں مایوس نہیں ہونا چاہیے

لہٰذا اگر دعا بظاہر قبول نہ ہو تو بھی اللہ سے مانگتا رہے، دعا مانگنا خود بہت بڑا انعام ہے، دعا مانگے جائے اور قبولیت کی امید رکھے، ان شاء اللہ! مصیبت ٹل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ قبول تو فوراً فرمالیتے ہیں ظہور دیر سے کرتے ہیں، یہ ان کی حکمت ہے۔ جیسے ابّا سے کوئی آٹھ سال کا بچہ کار مانگنے لگے تو باپ کہتا ہے ابھی ایکسیڈنٹ کردو گے؟ انتظار کرو، جب ہم دیکھیں گے کہ تم بڑے ہو گئے، تمہاری صحت خوب اچھی ہوگئی، پھر ہم تمہیں کار دے دیں گے۔ تو قبول تو اسی وقت کرلیا لیکن جلد دینے سے ابّا نے دیر کی، تو کیا ابّا نے ظلم کیا؟ بیٹے کی مصلحت دیکھی کہ بیٹا ابھی اپنی نعمت کی حفاظت پر قدرت نہیں رکھتا، اس لئے نعمت دینے میں دیر کی۔ تو کبھی ہم نعمت کی حفاظت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، تو اللہ تعالیٰ بھی قبول تو فوراً کرلیتے ہیں مگر ظہور دیر سے کرتے ہیں، اس سے گھبرانا نہیں چاہیے، اور ساتھ ساتھ ایک انعام اَور بھی ملتا ہے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ اَشکبار آنکھوں سے کہتا ہے یا اللہ! یا اللہ! یا خدا! تو یہ ادا اور یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آتے ہیں ؂

بندۂ مومن تضرع می کند　　او نمی داند بجز تو مستند

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! ایک مومن بندہ آپ سے گڑگڑا رہا ہے، آپ کے سوا کسی کو اپنا خدا بھی نہیں سمجھتا، مشکل کشا بھی نہیں جانتا، آپ ہی کو خدا سمجھتا ہے، آپ ہی اس کا سہارا ہیں، تو آپ جلدی کیوں نہیں قبول کرلیتے؟ تو اللہ تعالیٰ کے جواب کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عاشقانہ انداز میں یوں فرماتے ہیں ؂

واں خدایا گفتن و آں راز او   خوش ہمی آید مرا آواز او
نالۂ مومن ہمیں داریم دوست   گو تضرع کن کہ ایں اعزاز اوست

کہ اے فرشتو! میں اس مومن بندے کو ذلیل اور حقیر سمجھ کر دعا کی قبولیت میں دیر نہیں کر رہا ہوں، اس کی دعا، اس کے آہ و نالے، اس کے آنسو مجھے بہت پسند ہیں، میں نے قبول تو کر لیا لیکن اگر اس کو پتا چل گیا کہ دعا قبول ہوگئی تو یہ غفلت میں مبتلا ہو جائے گا، اس کی یہ حاجت اور پریشانی غفلت سے اس کو پکڑ کر میری چوکھٹ پر لائی ہے۔ قبول تو کر لیا، اگر ظہور بھی کر دیا تو چوکڑی مار کر بھاگ جائے گا۔ جس طرح باپ اپنے بچوں کی تمام آرزوئیں بیک وقت پوری نہیں کرتا، رفتہ رفتہ کرتا ہے، آج ایک آرزو پوری کر کے پھر انتظار کرتا ہے کہ بچہ اپنے ننھے ننھے ہاتھ پھیلا کر ہم سے مانگے۔ بچہ کا اس طرح بار بار سوال کرنا باپ کو اچھا لگتا ہے، اس کو مزہ آتا ہے جب بچہ اپنی احتیاج لے کر ابّا ابّا کہتا ہوا دوڑا آتا ہے اور ننھے ننھے ہاتھ پھیلا کر کہتا ہے کہ ابّا پیسہ دے دو، اسی طرح حق تعالیٰ کی رحمت کو بھی یہ اچھا لگتا ہے کہ ان کے بندے بار بار ان کے سامنے ہاتھ پھیلا کر اپنی احتیاج پیش کرتے رہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ایسا قبول کرتے ہیں کہ بندے کو معلوم نہ ہو، جیسے ابّا بیٹے کو تو نہیں مگر اپنے دوستوں کو بتا دیتا ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کے لئے موٹر کا ارادہ کر لیا ہے لیکن ابھی بیٹے کو مت بتانا۔

حضرت گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد برائے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو بیس برس کی جوانی میں دیکھا کہ ملاقات کے لئے آرہے ہیں۔ جاڑے کا مہینہ تھا، سردیوں میں دیہاتوں میں لوگ لکڑیاں جلا کر ہاتھ تاپتے ہیں، تو دیکھا کہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ آرہے ہیں۔ حضرت گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت باہر دھوپ میں اپنے احباب کے ساتھ بیٹھے ہوئے آگ میں ہاتھ تاپ رہے تھے،

جب حضرت کو دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا، ان میں کا ایک بڈھا ساتھی میرے شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے آکر ملا اور یہ قصہ بتایا کہ حضرت شاہ صاحب نے ہم سے فرمایا کہ یہ جوان جو آرہا ہے، مولوی اشرف علی، ان کا ایک زمانہ آئے گا، سارے عالم میں ان کا غلغلہ مچ جائے گا، لیکن خبر دار! ابھی ان سے مت بتانا کہ صاحبزادے ہیں، کہیں دماغ میں بڑائی نہ آجائے۔

تو کبھی بتایا نہیں جاتا مگر اللہ والوں کو بعض اوقات پتا چل جاتا ہے، وہ پیشانی سے سمجھ لیتے ہیں کہ یہ جوان کیا ہونے والا ہے، علامت جو ہوتی ہے، وہ بچپن سے ہوتی ہے، جس کو جو بننا ہوتا ہے تو چہرے پر اس کا نور ہوتا ہے۔ جس طریقے سے آٹھ آنے کے سکّے میں مقناطیس کے لئے کشش ہوتی ہے تو میگنٹ اس کو کھینچ لیتا ہے، ایسے ہی اللہ والوں کے دل میں نور ہوتا ہے، اگر ان کی صحبت میں کوئی نور والا بندہ آتا ہے، تو جلد ان کو پتا چل جاتا ہے کہ ہمارا دل اس کی طرف کیوں کھنچا جارہا ہے؟ چاہے ظاہر میں اس کی میگنٹ کی پالش نظر بھی نہ آتی ہو۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض بندے جن کی داڑھی بھی نہیں ہوتی، بالکل مسٹر ہوتے ہیں مگر جب وہ میری مجلس میں آتے ہیں تو میرا دل ان کی طرف کھنچا جاتا ہے، جی چاہتا ہے کہ یہ درخواست کرے اور میں فوراً اسے بیعت کرلوں۔ اور بعضے بندے ایسے آتے ہیں کہ جو تسبیح لئے ہوئے اور بہت ہی مقطع صورت میں ہوتے ہیں، داڑھی بھی ہوتی ہے، مگر قلب کو مناسبت نہیں ہوتی، دل ان کو دیکھ کر منقبض سا ہوتا ہے، ان کے اندر کوئی چھپا ہوا کبر اور بڑائی ہوتی ہے، کوئی چیز ایسی ہوتی ہے جس کا اثر چہرے پر پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قلوبِ اولیاء کو نظرِ رحمت سے دیکھتے رہتے ہیں

اللہ والوں کا دل کسی مرید کی طرف مائل ہونا یہ بھی بڑا انعام ہے۔
ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

((اِنَّ اللہَ یَنۡظُرُ اِلٰی قُلُوۡبِ اَوۡلِیَآءِہٖ فِیۡ کُلِّ وَقۡتٍ فَاِذَا رَاٰی فِیۡ قُلُوۡبِھِمۡ لِعَبۡدٍ مَّحَلًّا یَّنۡظُرُ اِلَیۡہِ بِاللُّطۡفِ))

(مرقاۃ المفاتیح:(رشیدیہ)، کتاب اسماء اللہ تعالیٰ، ج ۵ ص ۱۹۱)

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے دلوں کو، اپنے دوستوں کے دلوں کو ہر وقت نظرِ رحمت سے دیکھتے رہتے ہیں، جس جس کی محبت ان کے دلوں میں ہوتی ہے، جو جو نقطے ہوتے ہیں، یہ نظرِ رحمت ان پر بھی ڈال دیتے ہیں۔ اللہ والوں کے قلب میں اللہ تعالیٰ نے یہ برکت رکھی ہے کہ اگر وہ فیض دینے کا ارادہ نہ بھی کریں تو بھی اللہ تعالیٰ ان کا فیض پہنچا ہی دیتے ہیں۔ جس چیز میں کوئی خاصیت ہوتی ہے، چاہے اچھی چیز ہو یا بُری، اس کا اثر پہنچ کر رہتا ہے، آپ لاکھ ارادہ کریں۔ سیب کھائیں اور نیت کرلیں کہ آج اس سیب کا کوئی وٹامن میرے خون میں شامل نہ ہو، اس ارادے سے آپ سیب کھائیں، بتایئے! سیب جب پیٹ میں جائے گا تو وٹامن پیدا ہوگا یا نہیں؟ یا آپ کے ارادے کی وجہ سے سیب کا اثر کمزور پڑ جائے گا؟ ایسے ہی اگر زہر کھایا تو کیا وہ اثر نہیں دِکھائے گا؟ چاہے اس نیت سے کھایا ہو کہ یہ زہر مجھے تگڑا کر دے گا، جوڑ یا بازار کا زہر ہے، مفت میں آیا ہے، کہتے ہیں ٹی وی خود تو نہیں خریدتا، مفت میں مل جاتا ہے تو کبھی کبھی دیکھ لیتا ہوں۔ یہ مفت کا معاملہ جو ہوتا ہے یہ زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

بمبئی میں ایک ڈینٹسٹ کو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

بمبئی میں میرا ایک ڈینٹسٹ دوست، تبلیغ میں چلّے لگائے ہوئے ہے، بہت خوبصورت، ایسی عمدہ داڑھی، دیکھنے سے فرشتہ لگتا ہے، میں جب سن ۱۹۷۶ء میں بمبئی گیا، تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ دین کے خادموں سے بڑی محبت رکھتے ہیں، مجھے دانت میں تکلیف ہوئی تو میں نے سوچا انہی کو دِکھانا چاہیے، لہٰذا میں نے بھی اپنے دانت دِکھائے، یہ میرے دانت جو لگے ہوئے ہیں، یہ انہی کے بنائے

ہوئے ہیں، بہت اچھے مٹیریل سے بنائے کہ آج تک محفوظ ہیں کیونکہ ایک تو پیسے کے لئے کام ہوتا ہے،اور ایک اللہ کے لئے ہوتا ہے، اس میں بات اَور ہوتی ہے۔آج دس سال ہو گئے ،خراب بھی نہیں ہوئے حالانکہ کئی دفعہ واش بیسن سے نیچے گرے مگر ٹوٹے نہیں۔تو مفت کے زہر پر یہ قصہ سنا رہا ہوں کہ ان کے کلینک پر میں نے دیکھا کہ کچھ عیسائی لڑکیاں بھی دانت دِکھانے آئیں، وہاں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں،تو عیسائیوں کی لڑکیاں اٹھارہ بیس سال کی آئیں، تو میرے ڈاکٹر دوست نے لڑکی کا پورا گال پکڑا اور دانت کو ہلا جلا کر دیکھا۔ اب میں بھی طبیب ہوں، جو ڈاکٹر ہوتا ہے وہ فوراً دیکھ لیتا ہے کہ کیا مرض ہے؟ تو جو روحانی معالجین ہیں اور ان کے خدام وغلام ہیں،فوراً میرا ذہن اس طرف گیا کہ یہ تو بہت ہی خطرناک بات ہے۔یہ بے چارہ جتنا چلّہ لگا کر آتا ہے،سارا چلّے کا نور تو یہ حسن کی ڈاکو لوٹ لیں گی،ڈاکوؤں کا گال بھی مت پکڑو،خطرناک ہوتے ہیں۔

لٰہذا میں نے تنہائی میں ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ آپ تہجد بھی پڑھتے ہو، اور ماشاءاللہ تبلیغی چلّے بھی لگاتے ہو،تم عورتوں کے دانت دیکھنا چھوڑ دو۔ پوچھا پھر کیا کروں؟ میں نے کہا کہ اگر لڑکیوں کے دانت نکالنے ہیں، اس میں گال پکڑنا بھی ضروری ہے،تو کسی عورت ڈینٹسٹ کو ملازمہ رکھ لو، وہ ان کے دانت دیکھا کرے۔اُس کمرے میں بھی آپ نہ جائیں، احتیاط سے رہیں، اور خود بھی اپنے پاس ایک آدھ مردوں کو ملازم رکھیں،تنہائی نہ ہونے دیں۔ انہوں نے فوراً میرا مشورہ مانا ، دوسرے ہی دن ایک عورت کو ملازمہ رکھ لیا، اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے،تمہاری نصیحت سے دل بہت خوش ہوا،اور اقرار کیا کہ جب ہمارے ہاتھ نامحرم کے گال پر لگتے تھے تو ہمارے نفس میں گندے خیالات آجاتے تھے، اللہ سے دوری ہوجاتی تھی۔تو دیکھو! بعض وقت میں یہ ملّا کام آتے ہیں، ہماری نصیحت ان کے کام آگئی۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو سرمہ ہدیہ دینے والے کا قصہ

تو ارادہ کرو یا نہ کرو، زہر بہر حال زہر ہے، آپ اس کو مفید سمجھ کے کھائیں تب بھی مار ڈالے گا۔ چاہے مفت میں ملتا ہو، جوڑیا بازار کا زہر کوئی مفت میں آپ کو گلشنِ اقبال میں لا کر دے دے کہ بھئی! آپ کہاں اتنی دور جانے کی زحمت فرمائیں گے، آج کل حالات نازک ہیں، میں آپ کو بالکل آرام اور راحت سے یہیں زہر لا کر دے دیتا ہوں، لیجیے کھائیے زہر۔ آپ کہیں گے میاں! عجیب بات کرتے ہو۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے سرمہ پیش کیا تو حضرت نے اس سے پوچھا کہ اس میں کیا کیا اجزاء ہیں؟ اس نے کہا کہ حضرت! اجزاء کا تو آپ تب پوچھتے جب میں آپ سے اس کا کوئی پیسہ لیتا، میں تو مفت میں سرمہ پیش کر رہا ہوں، اس میں اتنے آپ کے نخرے ہیں، اتنے سوال جواب ہیں، ہم آپ سے پیسہ نہیں مانگ رہے ہیں، مفت میں تو چہ گفت ہونا چاہیے، کہتے ہیں مفت را چہ گفت، یعنی مفت کے لئے کچھ نہ بولو جلدی سے لے لو، یہ فارسی کا مقولہ ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تمہارا سرمہ تو مفت کا ہے لیکن میری آنکھیں مفت کی نہیں ہیں، جب تک میں اپنے معالج سے اس کے اجزاء بتا کر اجازت نہ لے لوں، تب تک میں استعمال نہیں کروں گا۔

ایمان بہت قیمتی ہے، اسے گناہوں سے ضائع نہ کریں

لہٰذا سینما اور ٹی وی گو مفت کے ملیں لیکن ہمارا ایمان ضائع کر دیں گے، ایمان بہت مہنگی چیز ہے۔ جو چیز ہمیں اللہ سے دور کر دے، جو صورت، جو شخصیت، جس کا حسن ہمیں خدا سے دور کر دے، کسی قیمت پر اس کے پاس مت رہو اور اس کو اپنے سے دور رکھو، چاہے کتنی ہی کشمکش، کتنی ہی پریشانی دل میں پیدا ہو، جان کی بازی لگانے تک کا ارادہ کر لو پھر خدا ملتا ہے۔

سنیں یہ بات میری گوشِ دل سے جو میں کہتا ہوں

یہ محض شعر نہیں ہے، اللہ والوں کا کلام ہے، ایک صاحبِ نسبت بزرگ کا کلام ہے، جن کے لئے شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھی حکیم سعید اعظم گڑھی سے فرمایا تھا کہ مولانا محمد احمد صاحب تو صاحبِ نسبت معلوم ہوتے ہیں، اور ایک مرتبہ زمین کی طرف دیکھا، پھر آسمان کی طرف دیکھا اور مجھ سے فرمایا کہ مولانا کا نور مجھے زمین سے آسمان تک محسوس ہورہا ہے، یہ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ ہے۔ ابھی مولانا شاہ محمد احمد صاحب ماشاءاللہ باحیات ہیں، یہ ان کا شعر ہے ؎

سنیں یہ بات میری گوشِ دل سے جو میں کہتا ہوں
میں ان پر مر مٹا تب گلشنِ دل میں بہار آئی

خدا پر مرنا، اس سے بہتر مرنا دنیا میں نہیں ہے، تجارت پر مرنے والو! عورتوں پر، حسینوں پر مرنے والو! یہ حسین جتنے ہیں، سب لاشیں ہیں، قبروں میں سڑنے گلنے والے ہیں، ہگنے مُوتنے والے ہیں۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی دو قسم کے لوگوں کو مبارکباد

ان سڑنے گلنے والوں کو قبروں میں دیکھو کہ ان حسینوں کا کیا حال ہے؟ ان لاشوں پر مرنا یا کسی دنیا پر مرنا، یہ مرنا جیسا بھی ہوگا لیکن ایک بندہ وہ ہے جو اللہ پر مرتا ہے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ پر قربان جایئے، جانِ اختر بھی اس جانِ رومی پر فدا ہے، فرماتے ہیں پوری دنیا میں دو ہی لوگوں کو میں نے مبارکباد پیش کی ہے ؎

اے خوشا چشمے کہ آں گریان اوست

مبارک ہیں وہ آنکھیں جو خدا کی یاد میں روتی ہیں۔ جو آنکھیں خدا کی یاد میں رورہی ہیں، اپنے گناہوں کو یاد کرکے، استغفار و توبہ کررہی ہیں، قیامت کی پیشی کو یاد کرکے، دوزخ کی آگ کو یاد کرکے، قبر کی منزل اور تنہائی کو یاد کرکے اَشکبار ہیں

کہ اے خدا! ہماری خطاؤں کو معاف کردیجئے۔ ہائے! مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض دوزخ نہ بھی ہوتی، دوزخ یقیناً موجود ہے، دوزخ پر ایمان لانا سب پر فرض ہے لیکن اگر دوزخ کا ڈنڈا بھی نہ ہوتا تو بھی اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تقاضا یہ تھا کہ ان کو ہم ناراض نہ کرتے۔ اگر ماں باپ ڈنڈا نہ ماریں تو ان کی پرورش کے احسانات کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کو ناراض نہ کریں، پھر سوچو کہ حق تعالیٰ کے احسانات ہم پر کتنے ہیں! تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دولوگوں کو مبارکباد پیش کی ہے ؎

اے ہمایوں دل کہ آں بریان اوست
اے خوشا چشمے کہ آں گریان اوست

مبارک ہے وہ دل جو اللہ کی یاد میں جل رہا ہے اور مبارک ہیں وہ آنکھیں جو خدا کی یاد میں رو رہی ہیں۔

خدا کی یاد میں نکلنے والے آنسوؤں کی قیمت

واللہ! ان آنسوؤں پر ستاروں کو رشک آتا ہے۔ خواجہ صاحب پر یہ حقیقت منکشف ہوئی تب یہ شعر پڑھا ؎

ستاروں کو یہ حسرت ہے کہ وہ ہوتے مرے آنسو
تمنا کہکشاں کو ہے کہ میری آستیں ہوتی

جن آستینوں میں اللہ والوں کے آنسو جذب ہو جائیں، ان پر کہکشاں بھی رشک کرتی ہے، یہ وہ آنسو ہیں جو شہیدوں کے خون کے برابر وزن ہوتے ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

((لَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ قَطْرَتَیْنِ وَاَثَرَیْنِ قَطْرَۃِ دُمُوْعٍ مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَقَطْرَۃِ دَمٍ یُّھْرَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔۔۔۔ الخ))

(مشکوۃ المصابیح:(قدیمی)، کتاب الجهاد، ص ۳۳۳)

اللہ کے نزدیک کوئی چیز دو قطروں سے زیادہ محبوب نہیں، ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو اور دوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ کی راہ میں گرا ہو۔ یہ وہ آنسو ہیں اور یہ وہ آہ و نالوں کی آواز ہیں کہ جن کو سننے کے لئے فرشتے آتے ہیں۔ مفسرِ عظیم علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ پارہ نمبر تیس سورۂ انّا انزلنا کی تفسیر میں حدیثِ قدسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((لَاَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْنَ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)؛ سورۃ القدر، ج ۳۰ ص ۵۸۳)

مجھے گنہگاروں کا رونا تسبیح پڑھنے والوں کے سبحان اللہ پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اس لئے کہتا ہوں کہ خدا کے لئے کسی گنہگار کو حقیر مت سمجھا کرو، گناہ سے تو نفرت کرو، گنہگاروں سے نفرت مت کرو، ہوسکتا ہے کہ توبہ کرکے یہ ابھی ولی اللہ ہو جائے اور ہوسکتا ہے کہ آپ جہاں ہیں وہیں دھرے رہ جائیں۔

حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا واقعہ

بعضے گنہگاروں نے ایسی توبہ کی کہ ولی ہی نہیں ولی ساز بھی بن گئے، وہ ڈاکو جس سے ڈرا ڈرا کے مائیں اپنے بچوں کو سلاتی تھیں کہ ارے! سوجا، سوجا، فضیل آرہا ہے، اتنا زبردست خطرناک ڈاکو، وہی توبہ کرکے اولیاء اللہ کا سردار بن گیا۔ دیکھو! ہمارے شجرہ میں آج ان کا نام آرہا ہے۔ ان کی ہدایت کا واقعہ بھی عجیب ہے، حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ڈاکہ مارنے گئے، اندر کودنے کے لئے ابھی دیوار پر کھڑے تھے، جس کے گھر میں کود رہے تھے، وہ کوئی تہجد گزار، اللہ والا تھا اور تہجد کی نماز میں قرآن کی یہ آیت پڑھ رہا تھا:

﴿اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ﴾

(سورۃ الحدید: آیۃ ۱۶)

کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا سے

ڈر جائیں اور گناہ چھوڑ دیں۔بس چوٹ لگ گئی،فوراً دیوار سے اُتر آئے کہ اے اللہ! وقت آ گیا، تمام ڈاکوؤں سے کہا کہ اے ڈاکوؤ! اب میں تمہارے کام کا نہیں رہا۔ پھر جہاں جہاں ڈاکہ مارا تھا ان کا حق واپس کیا اور جہاں نہیں کر سکے، اس کے پاؤں پکڑ کر معافی مانگی کہ قیامت کے دن بدلہ نہ لینا۔آج اتنے بڑے ولی اللہ ہوئے کہ ہمارے چاروں سلسلوں کے اولیاء اللہ کے شجرہ میں ان کا نام آتا ہے، آج ان کے وسیلہ سے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

صاحبِ نسبت کو بُری نظر کا اثر محسوس ہو جاتا ہے

تو دوستو! خدا کی نافرمانی سخت زہر ہے، جو لوگ خدا کی نافرمانی میں، کتے اور سور کی سی زندگی گذار رہے ہیں وہ باز آ جائیں، یہ اچھی چیز نہیں ہے، مخلوق بھی ایسے لوگوں کو ذلیل سمجھتی ہے۔ ذرا کبھی ان معشوقوں سے پوچھ لو جن کے لئے مرتے ہو کہ تمہاری نظر میں میری شکل کیسی معلوم ہوتی ہے؟ اگر وہ متقی ہے تو حقیقت بتا دے گا، اگر وہ بھی نالائق ہے، اس کا دل بھی بے غیرت ہے تو اَور بات ہے۔ اگر وہ لڑکا متقی ہے تو فوراً کہہ دے گا کہ جب تم مجھے بُری نظر سے دیکھتے ہو تو تم شیطان معلوم ہوتے ہو۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ تھانہ بھون میں ایک بڑے میاں اللہ کی محبت سیکھنے آئے۔ ایک طالب علم حسین تھا، اس کے حسن کی وجہ سے انہوں نے بار بار اس پر نظر ڈالی تو اس نے حضرت سے شکایت کر دی کہ یہ بڑے میاں مجھے بُری نظر سے دیکھتے ہیں، حضرت نے ان سے پوچھا تو انہوں نے تسلیم کیا کہ واقعی میرا نفس اندر ہی اندر حرام مزہ لیتا تھا۔ وہ لڑکا اللہ والا تھا، ولی اللہ تھا، صاحبِ نسبت تھا، فوراً پہچان گیا۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک ابدال کا واقعہ

بعض بندے بالغ ہوتے ہی اللہ والے ہو جاتے ہیں، صاحبِ نسبت

ہوجاتے ہیں، اس پر تعجب نہ کرنا۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے سگے بھتیجے، مولانا شبیر علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے ناظم آباد چار نمبر میں فرمایا تھا کہ ایک بیس سال کا نوجوان خانقاہ تھانہ بھون میں آیا، بالکل کالی داڑھی، حضرت اس کے لئے کھڑے ہوگئے اور اس کو اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا کہ میں اپنی جگہ پر تم کو بٹھاتا لیکن چونکہ عمر بہت چھوٹی ہے، تم یہاں بیٹھ نہ سکوگے، ورنہ جی چاہتا تھا کہ میں اپنی جگہ پر بٹھادوں۔ اس کے بعد حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اور اس نوجوان کی کان میں باتیں ہوئیں، اس نے کچھ کان میں مجددِ زمانہ کے کہا اور حضرت نے اس کے کان میں کچھ کہا۔ پھر وہ چلا گیا، بالکل اجنبی آدمی، کسی نے اس کو نہیں پہچانا کہ کون تھا حالانکہ تھانہ بھون ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ خلیفہ جی، خلیفہ نیاز جو حضرت کے خادم تھے، وہ دوڑے کہ یہ اجنبی آدمی کہاں سے آیا؟ دیکھا تو دروازے سے نکلتے ہی غائب ہوگیا، چاروں طرف قصبہ میں تلاش کیا، چھوٹی سی آبادی تھی، یہ نہیں کہ لالوکھیت سے اورنگی کورنگی چلا گیا ہو مگر نہیں پتا چلا۔ پھر حضرت ہی سے خلیفہ نیاز نے پوچھا، خدمت کرتے ہوئے پیر دبا دبا کر کے کہ حضرت وہ نوجوان کون تھا؟ پہلے تو حضرت نے انکار فرمایا کہ اس کا مت پوچھو، جب بہت ضد کیا تب فرمایا کہ وہ ابدال تھا اور مجھ سے کچھ مشورہ کرنے آیا تھا۔ یہ ابدال ایسے ہوتے ہیں کہ کبھی شام میں قدم ہوتا ہے کبھی کراچی میں۔ نا معلوم ایسے کتنے بندے ہیں، کون کہاں رہتا ہے۔

مولانا عبدالمجید اعظم گڑھی رحمۃ اللہ علیہ۔ چلتا پھرتا کتب خانہ

ایسا ہی ایک واقعہ مجھے مولانا عبدالمجید صاحب اعظم گڑھی رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا اور سنایا تھا۔ یہ حکیم الامت کے مجازِ صحبت خلیفہ تھے اور اعظم گڑھ کے بہت بڑے عالم مفتی، جن کے بارے میں پانچ علماء نے فیصلہ کیا کہ

یہ شخص چلتا پھرتا کتب خانہ ہے۔ پہلے اس کا قصہ سنو! اعظم گڑھ شبلی منزل میں علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ڈاکٹر عبد الحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم، خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبد الباری ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔ پانچ علماء اور ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب بیٹھے ہوئے تھے، ایک مسئلہ میں تحقیق کی ضرورت پیش آئی۔ کتابیں دیکھتے دیکھتے پریشان ہوگئے، اس وقت مولانا عبدالمجید صاحب بیمار تھے، صاحبِ فراش تھے، وہیں کسی کمرے میں وہ بھی لیٹے ہوئے تھے، ان علماء نے ان سے جب پوچھا تو انہوں نے فوراً کہا کہ شامی فلاں جلد میں فلاں صفحہ پر دیکھ لو۔ اس وقت حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اور سب علماء کے منہ سے نکل گیا کہ یہ شخص چلتا پھرتا کتب خانہ سینہ میں لئے ہوئے ہے۔

مولانا عبدالمجید اعظم گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی بعد از وفات کرامت

انہوں نے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد غسل دیتے وقت میری شرم کی جگہ ہاتھ مت لگانا، یہ شہید مرے ہیں کیونکہ ٹی بی میں انتقال ہوا تھا، اور جو سِل میں، پھیپھڑے کے زخم میں مرتا ہے، اس کو شہادت کا درجہ ملتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ڈاکٹر عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، وہ بھی بیس پارے کے حافظ تھے، سب بال سفید مگر حفظ کرتے کرتے آخر میں بیس پارے کے حافظ ہو کر دنیا سے گئے، تہجد گذار آدمی تھے، جب ان کو نہلانے لگے تو وصیت بھول گئے، غلطی سے ہاتھ کہیں شرم کی جگہ لگ گیا، ان کی روایت ہے کہ جب نہلاتے نہلاتے ہاتھ غلطی سے کہیں لگ گیا تو مولانا عبدالمجید صاحب کا ہاتھ میرے ہاتھ پر یوں آگیا، حالانکہ انتقال ہو چکا تھا، لیکن ان کی کرامت بعد از

مرگ ظاہر ہوئی کہ ہاتھ اُٹھا اور ایسے آ گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ جب ان کا ہاتھ میرے ہاتھ پر آیا تو میں کانپ گیا اور میں نے جلدی سے توبہ کی۔ پھر جب دفن کر دیئے گئے تو چھ مہینے کے بعد اعظم گڑھ کے قبرستان میں بارش ہوئی اور قبر کھد گئی، لوگوں نے جا کر دیکھا تو کفن بالکل صحیح تھا اور جسم بالکل تازہ تھا۔ یہ تو اُن شہیدوں کا حال ہے جو اصلی شہید کافروں کی جنگ والے نہیں ہیں، سبحان اللہ!

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شخص کو دس دن میں خلافت دینا

انہی مولانا عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے یہ روایت بیان کی جو میں اب پیش کر رہا ہوں۔ فرمایا کہ ایک شخص تھانہ بھون حاضر ہوا، اور آٹھ دس دن میں حضرت نے اس کو خلافت دے دی۔ خانقاہ میں سب کو حیرت پیدا ہوگئی کہ کیا بات ہے؟ اتنی جلدی خلافت تو حضرت نے کسی کو نہیں دی، لوگ تلاش میں، کرید میں لگ گئے کہ یہ کوئی خاص معاملہ معلوم ہوتا ہے، حضرت ہی سے معلوم کرنا چاہیے۔ حضرت نے فرمایا کہ اَور لوگوں کا تو بُری بُری عادتوں کا امالہ ہوتا ہے، جیسے غصہ بُری چیز ہے، اب اس کو اچھی طرف لگا دیا کہ اب نفس کی حرام خواہشات پر غصہ آنے لگا، لالچ بُری چیز ہے، اب اس کو دین میں لالچ آ گئی، نفلوں میں لالچ کرنے لگا، دعا مانگنے کی لالچ لگ گئی، دعاؤں کا لالچی بن گیا۔ جیسے ایک تبلیغی میمن نے اپنے دوست سے کہا کہ بھئی! میمن بڑا لالچی ہوتا ہے۔ وہ پہلے تو ڈرا کہ شاید کچھ ادھار مانگے گا، اس نے پوچھا کہ تمہارے اندر کون سی لالچ ہے؟ کہا میمن تو لالچی ہوتا ہے مگر اب میری لالچ بدل گئی ہے، اب میں دعا کا لالچی ہو گیا ہوں، میرے لئے دعا کرنا۔ دیکھا آپ نے، لالچ کا مطلب بدل گیا۔ اگر اصلاح ہو جاتی ہے تو وہی چیز کارآمد ہو جاتی ہے، بُری چیز مفید ہو جاتی ہے، سنکھیا زہر ہے مگر کشتہ بنانے کے بعد مقوی ہو جاتا ہے۔ اگر ہمارے نفس کے زہر،

بُری بُری خواہشات، ان کو اللہ کے راستہ میں مار دیا جائے تو یہ سب کے سب مقوی ہوجاتے ہیں، روحانیت ان سے قوی ہوجاتی ہے۔

تو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کے رذائل کا امالہ نہیں بلکہ بطورِ کرامت ازالہ ہوگیا، اب اس میں کوئی رذیلہ نہیں رہا، ایک بزرگ کی کرامت سے اس کا تمام گندی چیزوں کا ازالہ، قلع قمع ہوچکا ہے۔ پوچھا کہ حضرت وہ کیسے؟ تو حضرت نے اس سے سب باتیں پہلے سے پوچھ لی تھیں، بتایا کہ جنگل میں بھینس چراتے تھے، بالکل جاہل تھے، اَن پڑھ تھے۔ اس جنگل میں ایک ابدال آیا اور اس نے اس سے کہا کہ ہمیں بھوک اور پیاس لگی ہے، کچھ پانی پلادو، دودھ وغیرہ پلادو۔ اس نے جلدی سے دودھ دوہ کر پلادیا، بھوک پیاس میں کوئی چیز پیش کردی، تو اللہ والوں کا معمول ہے، ان کی فطرتِ سلیمہ کا تقاضا ہوا، اللہ والے اپنے اوپر احسان کرنے والوں کو نیک بدلہ دینے کی فکر کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میرے لئے دعا کیجئے گا، پوچھا کیا دعا کروں؟ کہا کہ اپنے جیسا اللہ والا بننے کی دعا کردیجئے، کیسے بنوں؟ انہوں نے کہا کہ ہندوستان میں ایک مولانا اشرف علی صاحب ہیں، تُو ان سے مرید ہوجا، اور حضرت کا نقشہ بھی انہوں نے کچھ کرامت، تصرف سے دِکھا دیا۔

اسی مجذوب کا تھانہ بھون پہنچنے کا غیبی انتظام

اب یہ چرواہے صاحب کہیں پہلے عالم ہوئے، اس کے بعد حضرت کی تلاش میں لگے، جگہ جگہ گئے، بہت سے بزرگوں کو دیکھا، نہ وہ چہرہ پایا نہ وہ نام ملا۔ آخر تھانہ بھون جا کر جب حضرت کو دیکھا تو بس دل نے کہا کہ اوہو! یہ تو وہی ہیں، نام بھی وہی مولانا اشرف علی تھانوی۔ حضرت کو سب بات بتائی، حضرت نے ان کو بیعت کرلیا اور ذکر بتادیا، پھر دس دن میں ان کو خلافت دے دی، تب حضرت نے

فرمایا کہ جن بزرگ نے تمہارے اوپر توجہ ڈالی تھی وہ صاحبِ کرامت تھے، اپنے وقت کے ابدال تھے، تمہارا سب ازالہ پہلے ہی ہو چکا ہے۔ وہی خشک لکڑی والی مثال یاد کرلو، ایک بزرگ نے کسی مرید کو جلد خلافت دی، دس پندرہ دن میں، تو دوسرے مرید جو دس سال سے پڑے ہوئے تھے ان کے دل میں خیال پیدا ہوا، زبان سے تو نہیں کہا مگر چہرہ بتا دیتا ہے ؎

دل کی بات آنکھوں سے پالی جائے گی

لہٰذا ان بزرگ نے کہا بھئی! آپ کو کچھ خیال آیا ہے کہ آپ دس سال سے یہاں لکڑی جھونک رہے ہیں، مہمانوں کو چائے پلا رہے ہیں، خانقاہ کی صفائی کررہے ہیں اور آپ کو خلافت نہیں دی اور اس کو دس دن میں دے دی، ذرا جا کے دو لکڑی لے آیئے، ایک سوکھی لایئے اور ایک ہری ٹہنی بھی لایئے۔ وہ دونوں لکڑیاں لے آئے، پھر فرمایا کہ اب دونوں میں آگ لگاؤ، جو سوکھی لکڑی تھی جلدی جل گئی اور جو ہری تازی تھی وہ شوں شوں کرتی رہی۔ فرمایا کہ یہ جو آدمی تھا یہ سوکھی لکڑی تھا، جلا بھنا آیا تھا، ہم کو تھوڑا سا بس آگ لگانا پڑی اور اس کا کام بن گیا، اور بعض لوگ شوں شوں والے ہوتے ہیں، تو ان کو دیر لگتی ہے۔

اللہ والوں کی برکتوں سے ہر خاص و عام فیض پاتا ہے

خیر! تو یہ جو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل اللہ کے قلب میں اللہ نے یہ برکت رکھی ہے کہ اگر وہ ارادہ بھی نہ کریں، تو بھی اللہ تعالیٰ کا فضل مرید پر ہو جاتا ہے، اور اگر کسی بستی سے وہ صرف گزر جائیں تو اس بستی والوں پر کچھ نہ کچھ رحمت کا فیضان ہو جاتا ہے، اس رات میں ان کو اُٹھنا نصیب ہو جائے گا، کوئی نہ کوئی ترقی و توفیق نیکیوں کی مل جائے گی، کسی دعا کی توفیق ہو جائے گی یا کسی گناہ سے بچنا نصیب ہو جائے گا، چاہے ان کو پتا بھی نہ ہو کہ آج اس بستی سے

کوئی اللہ والا گزرا ہے۔ اسی بات کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

((لَوْ اَنَّ وَلِيًّا مِّنْ اَوْلِيَآءِ اللهِ مَرَّ بِبَلْدَةٍ لَّنَالَ بَرَكَةَ مُرُوْرِهٖ اَهْلُ تِلْكَ الْبَلْدَةِ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیه)، کتاب اسماء الله تعالی، ج ۵ ص ۱۹۱)

اگر کوئی ولی اللہ کسی شہر سے گزر جائے تو اس کے گزرنے کی برکت اس بستی والے ضرور پا جائیں گے۔ ایسے ہی حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی اللہ والے کا انتقال ہوتا ہے تو تمام لوگوں کے دلوں میں تبدیلی آجاتی ہے، محسوس ہو جاتا ہے کہ آج کوئی بڑا واقعہ پیش آیا ہے، جیسے سورج ہے، کوئی اندر کمرے میں بیٹھا ہے، آفتاب کو دیکھ بھی نہیں رہا ہے، لیکن روشنی کا اثر اندر کمرے تک ہوتا ہے، اس اثر کا پتا سورج کے غروب ہونے کے بعد چلتا ہے۔ ایسے ہی اللہ والوں کا فیض ان کے خاص منتسبین پر الگ ہوتا ہے، اور کچھ عام فیض ہوتا ہے جو ہر آدمی کو پہنچتا ہے۔

اللہ کے عاشق دعا میں اللہ سے گفتگو کا لطف لیتے ہیں

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُدْعُوْنِیْ مجھ سے مانگو اَسْتَجِبْ لَكُمْ میں اسے ضرور قبول کروں گا۔ وعدہ ہے، کس کا وعدہ ہے؟ اللہ کا۔ بس سوچ لیجیے کہ وعدہ بھی کس کا ہے! علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں، ان کا اور شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جو لاہور میں مدفون ہیں، دونوں کا زمانہ ایک ہے، تو علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی دعا قبول نہیں ہوئی، اس کی آرزو پوری نہیں ہوئی مگر وہ پھر بھی اللہ کو محبت سے یاد کرتا ہے تو فرماتے ہیں: لَقَدْ قَامَ بِحَقِّ رَبِّهٖ یہ اپنے رب کا حق ادا کر رہا ہے اور جس کی ہر آرزو پوری ہو جائے، اس کے بارے میں فرماتے ہیں: لَقَدْ قَامَ بِحَظِّ نَفْسِهٖ یہ اپنے دل کی خوشیوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہے

لہٰذا اصلی عبادت گذار وہ ہے جس نے اللہ کو اللہ کے لئے چاہا۔

اور اگر مضطر ہو کر، تڑپتے ہوئے دل سے مانگو گے تو پھر کچھ پوچھو مت، ایسی دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ایک چیز نقد اسی وقت مل جاتی ہے کہ گڑگڑا کر مانگنے سے تم اللہ کے محبوب ہو جاتے ہو، قبولیتِ دعا اگرچہ بعد میں ہو، موٹر مانگی، مکان مانگا، صحت مانگی، وہ چاہے دس سال کے بعد ملے، اللہ کے محبوب تو اسی وقت بن گئے۔ایک نوجوان شادی کے لئے دعا مانگ رہا ہو کہ یا اللہ! نیک بیوی دے جو صورت کی بھی اچھی ہو تاکہ نظر بچانا آسان ہو، اب چاہے اس کی شادی پانچ سال کے بعد ہو، لیکن گڑگڑانے سے وہ اللہ کا محبوب ہو گیا، اللہ کی محبت مل جانا کیا کم انعام ہے؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

از دعا نبود مرادِ عاشقاں

جز سخن گفتن با آن شیریں دہاں

دعا سے عاشقوں کی مراد کیا ہوتی ہے؟ اپنے محبوب اللہ میاں سے باتیں کرنے کا موقع مل جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا، گفتگو کا موقع مل جاتا ہے۔

دعا کا قرب نفلی عبادات کے قرب سے بڑھ کر ہے

جو قرب دعا میں ملتا ہے، اتنا قرب نفل میں نہیں ملتا، نفل میں وسوسے آجاتے ہیں، تلاوت میں وسوسے آجاتے ہیں، مراقبہ کئے ہوئے ہے اور دل کہیں کاروبار میں پہنچ گیا لیکن جب گڑگڑا کر کوئی دعا مانگتا ہے، اس وقت آنسو بہہ رہے ہوں، کوئی پریشانی ہو، کوئی غم ہو، چاہے اللہ کے عشق ہی کی پریشانی ہو کہ یا اللہ! ہمیں اتنے دن ہو گئے ہیں، ابھی تک گناہ نہیں چھوٹ رہے ہیں، رحم کر دیجئے، اور جب بال سفید ہو گئے تو اور بھی پریشانی بڑھ گئی کہ یا اللہ! اپنے بوڑھے بندے کے سفید بالوں پر رحم کر دیجئے۔

آقا کو اپنے بوڑھے نوکر پر زیادہ رحم آتا ہے

دنیا میں بھی کوئی مالک کسی لڑکے کو نوکر رکھتا ہے اور اس میں گُڑ چُرانے کی عادت ہوتی ہے، کسی کام سے بازار گیا اور وہاں کسی کا گُڑ چُرا لیا، بازار سے شکایت آئی کہ آپ کا نوکر بہت نالائق ہے، اس نے میرا گُڑ چُرا لیا، تو آپ اپنے نوکر کو کہتے ہیں کہ تم بڑے نالائق آدمی ہو، یہ مجھ سے پیسہ لے لو مگر آئندہ ایسی حرکت مت کرنا لیکن جب یہی نوکر بوڑھا ہو جاتا ہے تب مالک کہتا ہے بھئی دیکھو! اب خدا کے لئے رحم کرو۔ پھر اس کی وہ خود دیکھ بھال کرتا ہے کہ کہیں پرانی عادت کے طور پر گُڑ نہ چُرانے پائے۔ کیوں؟ ترحُّم کی وجہ سے، اس کے بڑھاپے پر اس مالک کو رحم آتا ہے، جوانی میں تو وہ بازار میں پِٹ بھی چکا، لیکن بڑھاپے پر مالک کو رحم آتا ہے کہ یہ میرا بوڑھا نوکر ہے، میرے یہاں نوکری کرتے کرتے بڈھا ہوا ہے، اب اگر اس نے گُڑ چُرایا اور کہیں اس کی پٹائی ہوئی تو مجھے بہت تکلیف ہوگی، تو ایک نگران اس کے ساتھ رکھ دیتا ہے کہ ذرا اس کا خیال رکھنا، تم بھی اس کے ساتھ جاؤ، بیٹے کو لگا دیتا ہے،، کوئی اور جوان نوکر لگا دیتا ہے کہ دیکھو! یہ بڈھا نوکر ہے، اس کی نگرانی کرنا کہ چُرانے نہ پائے۔

تو جب انسان خدا کی راہ میں محنت کرتے کرتے اور کبھی کبھی خطائیں ہوتے ہوتے بڈھا ہو جائے تب اللہ سے یوں کہو کہ اے اللہ! اب ہم بوڑھے ہو گئے، بال سفید ہو گئے، اب اس پر آپ خصوصی رحم کیجئے، جیسے دنیا کے مالکان کو اپنے بوڑھے نوکروں پر رحم آتا ہے اور ذلت وخواری اور پٹائی کے اسباب سے اس کی حفاظت کا اہتمام کرتے ہیں کہ میرا بوڑھا نوکر ہے، بچپن سے یہاں بوڑھا ہوا ہے، اسی گھر میں پلا ہے، رحمت کی وجہ سے، تو آپ بھی ارحم الراحمین ہیں، دنیا کے مالکان کی رحمت کے خالق ہی آپ ہیں، لہٰذا آپ از راہِ ترحُّم اپنے فرشتوں کو ہم پر مقرر کر دیجئے کہ اگر ہم خطا کرنا بھی چاہیں تو وہ ہمارے کان پکڑ لیں۔

اللہ تعالیٰ پر صبر کر لینے والوں سے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی شکایت

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو اس طرح فرماتے ہیں۔

اے رسیدہ دست تو در بحر و بر

خوش سلامت ما بہ ساحل باز بر

اے خدا! آپ کا ہاتھ تو خشکی اور تری میں ہر جگہ پہنچا ہوا ہے، آپ ہمیں اور ہماری کشتی کو سلامتی کے ساتھ ساحل پر پہنچا دیجئے۔ جب اللہ تعالیٰ دنیاوی حلال نعمتوں کی دعائیں رَد نہیں فرماتے تو جو خدا سے خدا کو مانگتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کیسے محروم رکھیں گے؟ آج ہمیں بیوی کا درد ہے، اولاد کا درد ہے، فیکٹری کا درد ہے، کارخانے کا درد ہے، مال دار بننے کا درد ہے، ساری دنیا کی نعمتوں کا درد ہے، اگر نہیں ہے تو نعمتیں دینے والے اللہ کی محبت کا درد نہیں ہے۔

اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن

صبر چوں داری ز رب ذو المنن

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ بڑے درد سے فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! تمہیں اولاد اور بیوی پر صبر نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی جدائی پر تمہیں کیسے صبر آجاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور ان کا نام لینے کے لئے کہتے ہیں کہ وقت نہیں ملتا۔

قلیل ذکر اللہ پر راضی رہنا علامت نافرمانوں کی ہے

جو شخص اللہ کے نام کے بغیر زندہ رہتا ہے میں اس کے لئے اتنا ہی کہتا ہوں کہ خدا ہمارے اور اس کے حال پر رحم فرمائے، یہ بڑی خطرناک چیز ہے اور کافروں کی علامت ہے۔ کافروں کے لئے یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَرَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِھَا﴾

(سورۃ یونس: آیۃ ۷)

یہ کافر دنیا کی نعمتوں سے مطمئن ہوجاتے ہیں، لیکن مومن کی شان کیا ہونی چاہیے؟ اسے دنیا کی نعمتوں سے مطمئن نہیں ہونا چاہیے:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾

(سورۃ رعد: آیۃ ۲۸)

مومن کو تو اللہ کے نام سے اطمینان ملتا ہے، جب کبھی ذکر کی توفیق کم ہوجائے، اللہ کی یاد کی توفیق نہ ہو تو دل بے چین ہونا چاہیے۔ میرے ایک پیر بھائی، حیدرآباد سندھ کے بڑے رئیس تھے۔ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہونے سے پہلے ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے کوئی تعلق نہ تھا، جب حضرت سے بیعت ہوئے تو حضرت نے ایک ہزار دفعہ اللہ اللہ کا ذکر بتایا، چھ مہینے انہوں نے اللہ اللہ کیا، شروع شروع میں جی بہت گھبرایا مگر جمے رہے، چھ ماہ کے بعد مجھ سے کہا کہ اب ذکر میں ایسا جی لگ گیا ہے کہ اگر میں اللہ کے نام کا اپنا معمول پورا نہیں کرلیتا تو مجھے نیند نہیں آتی۔

گناہوں سے نجات کے لئے کرنے کے تین کام

تو دوستو! جن جن باتوں سے خدا ناراض ہوتا ہے، ان سے بچنے کی اللہ سے توفیق مانگیں۔ گناہوں سے بچنے کے لئے تین باتیں یاد کرلیجیے، خود ہمت کرے، اللہ سے استعمالِ ہمت کی دعا کرے اور اہل اللہ سے دعا کروائے۔ پہلے خود ہمت کو استعمال کیجیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہمت دی ہے، اگر ہماری ٹانگوں میں سینما جانے کی طاقت ہے تو مسجد جانے کی بھی طاقت ہے، اگر آنکھوں میں کسی عورت کو دیکھنے کی طاقت ہے تو کسی ولی اللہ کو بھی دیکھنے کی طاقت ہے۔ ہر آنکھ کے اندر ہمت موجود ہے، لیکن ہم غلط کاموں میں ہمت کو استعمال کریں اور اچھے کاموں میں ہمت کو استعمال نہ کریں تو اس ناشکری کے بدلے میں ہوسکتا ہے کہ اپنی امانت کو اللہ واپس لے لے اور ہماری ہمت کو

معزول کردے۔اس لئے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر گنہگار زندگی سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو، گناہوں سے بچنا چاہتے ہو، اللہ والی زندگی چاہتے ہوتو سب سے پہلا کام یہ کرو کہ خود ہمت کرو، اللہ نے جو تمہیں نعمت دی ہے، اس کو استعمال کرو، پھر خدا سے بھی ہمت کی توفیق مانگو، اور تیسرا یہ کہ خاصانِ خدا سے ہمت کی دعا کراؤ، اللہ کے نیک بندوں سے دعا کی درخواست کرو، یہ تین چیزیں مل جائیں گی تو ان شاءاللہ! راستہ آسان ہوجائے گا۔

کشمکشِ گناہ کی عارفانہ تمثیل

بس تھوڑی سی کشمکش ہمیشہ رہتی ہے، آپ جس گناہ کو چھوڑیں گے تو اس گناہ کے تقاضے آپ کو پریشان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر گناہوں کے تقاضے رکھے ہیں، اس کا نام کیا ہے؟ کش، اور حکم دیا کہ تم مکش رہنا، یعنی کھنچنا مت۔ اگر تم کو گناہوں کے اسباب، سینما، ٹی وی، حسین ٹیڈیاں، بے پردہ عورتیں اپنی طرف کھینچیں، اس کا نام کش ہے، اور تمہارا عمل کیا ہوگا؟ تم مکش رہنا، تم اپنے کو کھنچنے مت دینا، ہمت سے کام لینا، محاذات سے ہٹ جانا، مقناطیس جہاں سے کھینچ رہا ہے وہاں سے اٹھنّی ہٹ جائے تو پھر اس کی پریشانی ختم ہوجاتی ہے۔ ایک اٹھنّی مقناطیس کے سامنے ہے تو میگنٹ کی حرکت سے اٹھنّی بھی ناچے گی، لہٰذا حسینوں کے ہاتھ میں ناچو مت، اس محاذات سے ہٹ جاؤ، نظر بچالو تو محاذات سے بچ گئے۔

فجور اور تقویٰ بجلی کے مثبت اور منفی تار کی طرح ہیں

لیکن اس کشمکش سے آپ کو ملے گا کیا؟ آپ کی یہ پریشانی رائیگاں نہیں جائے گی، آپ اپنے کو مکش رکھیں تو کشمکش کی زندگی پر انعام کیا ہوگا؟ تقویٰ کا چراغ جل جائے گا، اللہ کی محبت کا چراغ دل میں روشن ہوجائے گا۔ سائنسدانوں کی

تحقیق ہے کہ جتنے بلب روشنی دے رہے ہیں اس میں دو تار ہیں: مثبت منفی، مائنس (Minus) پلس (Plus)، بتاؤ بھئی! کیا ایک تار سے روشنی ہوسکتی ہے؟ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں دونوں تار عطا فرمائے، تقاضائے گناہ بھی دیئے **فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا** اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نافرمانی کا تار بھی ہم نے دیا ہے لیکن **فُجُوْرَهَا** کے بعد **وَ تَقْوٰهَا** ہم نے دوسرا تار بھی دیا ہے کہ تم اپنے کو کھینچ لو، گھوڑا اگر دیا تو لگام بھی دی ہے، لگام کو کھینچتے کیوں نہیں ہو؟ کھیتوں کی ہری ہری خوشنما گھاس میں گھوڑا کیوں لے جاتے ہو کہ ڈنڈے پڑیں؟

ثواب جب ہے کہ گناہ کا تقاضا ہو اور اس پر عمل نہ کریں

تو اس کشمکش میں دو تار جمع ہوگئے مثبت منفی، بس اس سے تقویٰ کا چراغ جل جائے گا لہٰذا گھبرانا نہیں چاہیے کہ صاحب! اللہ اللہ کرتے ہوئے دس سال ہوگئے، تبلیغ میں چلّے لگائے، بزرگوں کی خانقاہوں میں بستر لگایا، محنتیں کیں، لیکن آج بھی دل میں پریشانی آتی ہے، گناہ کی طرف دل کھنچتا ہے۔ اس سے گھبرانا نہیں چاہیے، اگر یہ مائنس پلس کے تار چھن گئے، تقاضے ختم ہوگئے تو اَجر بھی ختم ہوجائے گا، پھر کس چیز کا ثواب لوگے؟ ثواب تو اسی بات کا ہے کہ تقاضا ہو، پھر اس پر عمل نہ کرو۔ تقاضائے گناہ کو ختم کرنا جائز نہیں ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تھا:

((اِئْذَنْ لَّنَا فِی الْاِخْتِصَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَصٰی وَلَا اخْتَصٰی اِنَّ خِصَاءَ اُمَّتِی الصِّیَامُ ۔ رواہ فی شرح السنۃ))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب المساجد و مواضع الصلوۃ؛ ص ۶۹)

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ اجازت دیں تو ہم لوگ نامرد بن جائیں، خصی ہوجائیں؟ فرمایا خبردار! ایسی اجازت نہیں ہے، اگر تقاضے ہیں تو روزے رکھو، تقاضے کو روزوں کے ذریعہ سے مارو، تلاوت سے اپنا خون اللہ کے عشق میں جلاؤ، اگر خون ہی نہیں رہا تو کیا جلاؤ گے؟ تو گناہوں سے بچنے میں

کشمکش کی زندگی جو ہے، اسی پر اللہ کو پیار آتا ہے کہ میرا بندہ کس طرح سے پریشان رہتا ہے لیکن ہمت نہیں ہارتا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

اگر آپ کا ارادہ ٹوٹ گیا، کبھی خطا ہو گئی، نا امید مت ہو، پھر کمر باندھو ؎

نسیمؔ جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

سلوک کا حاصل: گر پڑے، گر کر اُٹھے، اُٹھ کر چلے

شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سلوک کا حاصل یہ نہیں ہے کہ آپ معصوم ہو جائیں گے، معصوم صرف نبی ہوتے ہیں، سلوک کا حاصل یہ ہے کہ جب کبھی خطا ہو جائے تو رونا شروع کر دو، توبہ کر کے پھر ہمت کر لو ؎

نہ چت کر سکے نفس کے پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کُشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبا لے کبھی تُو دبا لے

گناہ سے پہلے ہمت کرو کہ جان کی بازی لگا دوں گا گناہ نہیں کروں گا، لیکن اگر نفس غالب ہو گیا، کبھی خطا ہو جائے تو مایوس مت پڑے رہو، گٹر میں گرنے سے پہلے کوشش کرو کہ نہ گریں، پھر بھی اگر گر جاؤ تو نکلنے کی پوری کوشش کرو۔ مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے، گر کر اُٹھے، اُٹھ کر چلے

کیا مطلب؟ اگر حیدر آباد جانا ہے اور کہیں گر گئے تو پھر اُٹھ جاؤ اور چل پڑو، پہنچ جاؤ گے ان شاء اللہ۔ خرگوش اور گھوڑے میں دوڑ ہوئی تو خرگوش پہنچ گیا اور گھوڑا جو تیز بھاگا، وہ نہیں پہنچا کیونکہ وہ گرا تو وہیں پڑا رہا اور خرگوش گرتا پڑتا چلتا رہا۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے ساری عمر محنت کی، کہیں گرے پھر اُٹھے، کوشش میں لگے رہے یقیناً اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے، اول تو جلد کامیابی ہو جائے گی لیکن اگر کوئی بہت دن تک بھی کوشش میں لگا رہا، تو مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کو مزکّٰی مصفّٰی بنا کر اور اپنی محبت کو دنیاوی تمام تعلقات پر غالب کر کے اپنے پاس بلائیں گے۔ یہ انعام ان کو ملے گا جو اہل اللہ سے وابستہ رہتے ہیں، جو مجاہدہ اور سلوک کرتے ہیں، راستے پر چلتے رہتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کی کوشش کو دیکھتے ہیں کہ بے چارہ لگا ہوا تو ہے۔

اللہ سے مصیبت اور معصیت دونوں سے حفاظت مانگئے

تو اللہ سے مانگنا ہے، آج تو میرا مضمون یہی تھا اور یہی ہے کہ اللہ سے مانگنا شروع کر دو، اللہ سے رونا شروع کر دو، کم سے کم تین مرتبہ صلوٰۃِ حاجت پڑھ کر اللہ سے مانگو، گڑگڑا کر مانگو، دنیا اور آخرت مانگو، دونوں جہان مانگو۔ لیکن جتنا ہم مصیبتوں سے پناہ مانگتے ہیں، اگر کسی کو خدانخواستہ ٹی بی ہو جائے، گردے میں پتھری ہو جائے اور ڈاکٹروں نے اس کو کہا کہ کل ہفتہ کے دن تمہارا آپریشن کرنا پڑے گا، پیٹ پھاڑا جائے گا، گردے سے پتھری نکالی جائے گی، فرض کر لیجیے کہ وہ یہاں آیا بھی ہوا ہے، تو آج دن بھر وہ کتنی دعا مانگے گا اور دوسروں سے کس قدر دعائیں کرائے گا۔

تو جسمانی مصیبت سے جس طرح رو رو کے دعائیں مانگتے ہو کہ اے اللہ! میرا پیٹ نہ پھاڑا جائے، بغیر آپریشن پتھری نکال دیجیے۔ اگر دو

غنڈے چُھرا لئے ہوئے آپ کو جان سے مارنے کے لئے ڈرا رہے ہوں اور آپ سمجھ گئے کہ آج ان سے بچ نہیں سکیں گے، اتنے میں کوئی جاننے والا مہربان دوست نظر آیا، اور وہ ان غنڈوں سے بھی زیادہ طاقت والا ہے تو آپ آکر اس سے لپٹ جائیں گے اور کہیں گے کہ مجھے ان غنڈوں سے بچاؤ اور رونے لگیں گے کہ اگر مزید ذرا سی دیر کردی تو یہ ابھی مجھے ماردیں گے، اب آپ مہربانی میں دیر نہ کیجئے۔ تو جن لوگوں کو نفس وشیطان باربار گناہ کرار ہاہے، دو دو غنڈے ان کو قتل کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں، وہ کیوں نہیں اللہ سے رورو کر اپنی حفاظت کے لئے فریاد کرتے؟

عافیت کی شرعی تعریف

دوستو! گناہ کرنا یہ قتل سے زیادہ خطرناک ہے، مصیبت سے زیادہ معصیت خطرناک چیز ہے کیونکہ مصیبت پر تو اَجر کا وعدہ ہے اور معصیت پر اللہ کا غضب برس رہا ہے، خدا اپنے سے دور کررہا ہے، اس کے غضب اور قہر کا سامان ہورہا ہے۔ لہٰذا دونوں سے پناہ مانگو، مصیبت سے بھی اور معصیت سے بھی، بزرگوں نے اس کا اہتمام کیا ہے۔ یہ ہے عافیت کی تشریح جو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح میں کی ہے:

((اَلسَّلَامَةُ فِي الدِّيْنِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَفِي الْبَدَنِ مِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ وَشِدَّةِ الْمِحْنَةِ))

(مرقاۃ المفاتیح:(رشیدیہ)؛باب جامع الدعاء؛ ج۵ص۳۹۶)

عافیت اس کا نام ہے کہ ہمارا دین فتنے سے محفوظ ہو، عقائد کا فتنہ، اعمال کا فتنہ، بدعت کا فتنہ، اور ہر قسم کی نافرمانی سے، چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے ہم کو حفاظت نصیب ہو، اور ہمارا جسم بُری بُری بیماریوں سے مثلاً فالج، لقوہ، کینسر سے محفوظ رہے، اور مشقت والی زندگی سے بھی اللہ بچائے۔

گھروں میں تصویر لگانے کی حرمت

آج کہتے ہیں صاحب! عافیتِ دارین کے لئے دعا کر دیجئے، اور اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ مال دار ہو جائیں، سب بیوی بچے صحت مند رہیں اور گھر میں گناہ ہوتے رہیں، ٹی وی چلتا رہے، کہتے ہیں صاحب! آج کل بڑی عافیت ہے۔ کسی نے پوچھا کہ گھر پر سب عافیت ہے نا؟ تو کہتے ہیں بڑی عافیت ہے، ٹی وی بھی ہے، ریڈیو بھی ہے، وڈیو بھی ہے، بینک بیلنس بھی ہے، اور شامی کباب بھی ہیں اور بعد میں اس کو ہضم کرنے کے لئے سیون اپ کی بوتلیں بھی فریج میں بھری ہوئی ہیں، اور کیا کہنے ہیں، ہر قسم کی فلمیں ہمارے پاس ہیں۔ یہ کیا ہے؟ اس کا نام عافیت رکھا ہوا ہے۔ گھر میں جگہ جگہ تصویریں لگا رکھی ہیں جبکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما رہے ہیں:

((اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِیْ فِيْهِ هٰذِهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، کتاب البیوع، ج۲ ص ۲۸۳)

کہ تصویروں کا رکھنا حرام ہے، جائز نہیں ہے، ایسے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، حدیثوں میں صراحۃً اس کی حرمت موجود ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر ایک پردہ تھا:

((اِنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، کتاب البیوع، ج۲ ص ۲۸۳)

اس میں چھوٹی چھوٹی تصویریں بنی ہوئی تھیں، یہ تصاویر پردے پر تھیں، سنگِ مرمر یا مٹی کے بت نہیں تھے، لیکن یہ تصویریں دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب مصوّر کو ہوگا، اور جب تک وہ پردہ نہیں ہٹا دیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اندر داخل نہیں ہوئے۔ ٹخنہ دیکھو تو پاجامہ، پینٹ

گھسٹتی جارہی ہے، ٹخنہ چھپا رکھا ہے جبکہ:

((مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِي النَّارِ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)؛باب ما اسفل من الکعبین ؛ ج ۲ ص ۸۶۱)

بخاری شریف کی روایت کے مطابق اتنا حصہ جہنم میں جلے گا۔ ان چیزوں کی پرواہ نہیں ہے، ناچ گانے ہورہے ہیں، بے پردگی ہورہی ہے، جس مرد کو دیکھو منہ اٹھائے بیوی صاحبہ کو دیکھنے چلا آرہا ہے، خود اپنی سالی سے پردہ نہیں کررہے، نظر سے نظر لڑارہے ہیں۔

خودکشی کے لئے جانے والے پر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت

یادرکھو! اس مسجد کے اندر بتارہا ہوں، اسی ہفتہ کا واقعہ ہے، ایک صاحب جو صورتاً باشرع ہیں، داڑھی بھی ہے، انہوں نے لکھا کہ میں بے پردگی کی خباثت کی وجہ سے اپنی سالی کی محبت میں مبتلا ہو گیا ہوں، میرے تین بچے ہیں، بیوی نہایت نیک، صالحہ اور اچھی صورت والی ہے، لیکن پردہ شرعی نہ کرنے سے آج میرا دل ہر وقت سالی کی یاد میں پھنسا ہوا ہے اور میں خودکشی کرنے والا ہوں۔ انہوں نے لکھا کہ اگر اجازت ہو تو کیا میں آپ سے آکر مل سکتا ہوں؟ کیا آپ ایسے نالائقوں کی صورت دیکھ سکتے ہیں؟ میں نے ان کو لکھا کہ آپ ضرور مجھ سے ملئے۔ جب ملنے آئے تو میں نے ان سے کہا کہ گنہگاروں سے نفرت کرنا ہمارے بزرگوں نے نہیں سکھایا، مریضوں پر تو رحم کیا جاتا ہے، میرے قلب میں ذرا بھی تمہاری تحقیر نہیں ہے، میں تم پر اور اپنے گنہگار دوستوں پر زیادہ فدا ہونے کے لئے تیار ہوں کیونکہ ہم بھی تو گنہگار ہیں، ہم کون سے مقدس ہیں۔ پہلے یہ بتاؤ کہ اپنے بچوں کو یتیم اور بیوی کو بیوہ کر کے اور اس جوانی میں اپنے ماں باپ کو ساری زندگی ان کی آنکھوں کی روشنی کو اندھیرے میں بدل کر تم کیوں خودکشی کرنا چاہتے ہو؟ کہنے لگے کیا کروں؟ دل پر گھبراہٹ، بے چینی طاری ہے، میں اس

حرام محبت سے اب باز رہنا چاہتا ہوں مگر ہر وقت اسی کا خیال دل میں سمایا رہتا ہے۔ پھر میں نے ان کو نسخے بتائے اور کہا کہ ان پر عمل کرو، ان شاء اللہ! بالکل نجات مل جائے گی، سب علاج موجود ہے، اس علاج سے ایک دو نہیں، تمہارے جیسے کتنے مریض الحمد للہ اچھے ہو گئے۔

ہر مشکل میں اللہ سے دعا مانگنے کا معمول بنالیں

آج یہی بات دل میں جما کر جایئے کہ ہر گناہ کا روحانی علاج موجود ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ عمل تو کر کے دیکھیں، اور ساتھ ہی دعا کا بھی معمول بنالیں۔ مصیبت سے جتنا اہتمام کے ساتھ دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا! ہمارے گھر میں کوئی مصیبت نہ آئے، کسی کو کینسر نہ ہو، کسی کو پھیپھڑے میں زخم نہ ہو، کسی کو گردے میں پتھری نہ آئے، کسی کو کوئی بیماری نہ آئے، تو اتنے ہی زیادہ اہتمام سے یہ دعا کریں کہ اے خدا! آپ کی نافرمانی اور معصیت بھی نہ آئے، ہمارے بچے سر سے پیر تک سنت کے متبع ہوں، ہماری بیویاں سر سے پیر تک سنت کی اتباع کریں، ہمارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی لعنت نہ آنے پائے۔ اس پر آپ لوگ محنت کریں اور جن صاحب کو کچھ مشکلات پیش آئیں، ان کے بیوی بچے اگر اس میں مزاحمت کریں تو وہ اختر سے مشورہ لیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے بزرگوں کی باتیں ان کو بتاؤں گا، اگر کچھ مشکل ہو گی اپنے بڑوں سے بھی استفادہ کروں گا۔

قلبِ شکستہ کی کیفیتِ دعا

لٰہذا گناہوں کے تقاضوں سے پریشان مت ہوں، جن سالکین کو گناہوں کے تقاضے رہتے ہیں، ان کی دعاؤں کو بھی نہ پوچھو، ہر وقت خدا سے فریاد کرتے رہتے ہیں۔ ایک شعر پرانا یاد آیا، یہ شعر سنا کر بس اب ختم کرتا ہوں ؎

ہائے کیا جانے وہ آہوں کی نزاکت کی لچک
جس نشیمن پر نہ ہو برقِ حوادث کی چمک

یعنی بجلیاں جس گھونسلے پر بار بار چمک ڈال رہی ہیں، اچانک تیز روشنی ہو رہی ہے، جس سے چڑیا سمجھتی ہے کہ اگر یہ بجلی گری تو میرا گھونسلہ جل جائے گا، اس وقت اس پر کتنی شکستگی طاری ہوتی ہے ؎

ایک ایک تنکے پر سو سو شکستگی طاری
برق بھی لرزتی ہے میرے آشیانے سے

کیا مطلب؟ ایسی شکستگی سے وہ چڑیا دعا کرتی ہے کہ یا اللہ! رحم فرمائیے ؎

ہر شاخ سے لپٹ کر روتی ہے ایک چڑیا
دیکھا ہے جب سے اپنا جلتا ہوا نشیمن

ایسے ہی جنہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے، جب وہ دیکھتے ہیں کہ گناہوں میں، وی سی آر میں، ٹی وی میں میرا باغِ دل، میری عبادت اور میرے دین کی تمام شاخیں جل رہی ہیں، ان سے پوچھو جن کو فکر ہے کہ وہ کس طرح اللہ سے روتے ہیں کہ اے اللہ! ہماری اصلاح فرمادے۔ بزرگوں سے بھی دعائیں کراتے ہیں کہ ہماری اصلاح کے لئے دعا کیجئے، ہماری زندگی بڑی بھیانک ہے، بہت ہی گندی زندگی ہے۔ تو دعا اس کو کہتے ہیں، دعا اُسی سے نکلتی ہے جو دردبھرے دل سے دعا کرتا ہے ؎

جان خود باذات حق آویختہ

یہ بھی میرا شعر ہے، یہ شعر خواب میں ہوا تھا، خواب سے بیدار ہونے پر یہ شعر میری زبان پر جاری تھا ؎

جان خود با ذات حق آویختہ
دردِ دل اندر دعا آمیختہ

اللہ والے اپنی جان کو حق تعالیٰ سے باندھے ہوئے ہیں، چپکائے ہوئے ہیں اور اپنے دردِ دل کو اپنی دعا میں شامل کئے ہوئے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ مشکل کشا اور کام بنانے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

تدبیر سے پہلے دعا کرنے سے جلد کام بنتا ہے

ایک کھونٹا دیوار میں گھس رہا تھا تو دیوار نے کہا اے کھونٹے! میرے اندر مت گھس، تُو اتنی رفتار سے گھس رہا ہے کہ میرا کلیجہ پھٹا جا رہا ہے، سائنسدان بتا رہے ہیں کہ ۲۰۰ میل کی رفتار سے کھونٹا گھس رہا ہے اور اس کا یہ سائز ہے، تو کھونٹا ہنسا اور اس نے دیوار سے کہا ؎

قَالَ الْجِدَارُ لِلْوَتَدِ لِمَ تَشُقُّنِیْ

قَالَ الْوَتَدُ سَلْ مَنْ یَّدُقُّنِیْ

اے دیوار! میری خوشامد مت کر، سائنس دانوں کی تحقیق سے کچھ کام نہیں چلے گا، جو مجھ کو ٹھونک رہا ہے اس کو راضی کر لے، اگر بڑھئی مجھ پر ہتھوڑی نہیں مارے گا تو میں ایک اعشاریہ، ایک بال برابر بھی آگے نہیں بڑھ سکتا، بس تُو بڑھئی کو راضی کر لے۔ جب بنگلہ دیش میں طوفان آیا تو سائنس دانوں نے پہلے ہی اس کا اعلان کر دیا تھا مگر اس کے باوجود مشین کے ساتھ سائنس دان بھی غرق ہو گئے۔ جب طوفان آتا تو جج اکبر الٰہ آبادی یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

جہاں طوفان میں پھنس کر سفینہ ڈگمگاتا ہے

وہیں قدرِ خدا و ناخدا معلوم ہوتی ہے

اللہ کی قدر اس وقت معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا جب بلائیں آئیں، مصیبت آئے تو جلدی سے ڈاکٹر کے پاس مت بھاگو، پہلے اللہ سے چپکے سے دعا مانگ لو۔ علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مصیبت آئے تو سب سے پہلے اپنے اللہ سے کہہ لو، فوراً مخلوق کے پاس مت جاؤ، یہ ایک منٹ کا

کام ہے کیونکہ خدا ہر وقت دعا کو سنتا ہے۔ اللہ سے سجدے میں دعا کرلو یا ہاتھ اُٹھا کر دعا کرلو کہ یا اللہ! میں ڈاکٹر کے یہاں جارہا ہوں، اس کے دل میں صحیح دوا ڈال دے، ڈاکٹر کی کھوپڑی میں کوئی اسکرو ڈھیلا نہ ہونے پائے، کوئی غلط دوا نہ لکھ دے اور اس دوا کو حکم دے دے کہ وہ مجھے شفا دے دے، وہ تیری مخلوق ہے، تیرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ مگر آج ہم صرف ڈاکٹر کے پیچھے بھاگے چلے جاتے ہیں، یہ نہیں سوچتے کہ یہ سب کس کے اختیار میں ہے۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی اور کمالِ فنائیت

آخر میں ایک بات یہ عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول اور نیک بندوں کی صحبت کو غنیمت سمجھو اور ان کے خادموں اور غلاموں کی صحبت کو بھی غنیمت سمجھو۔ اختر یہ نہیں کہتا کہ میں کوئی ولی اللہ یا اللہ والا ہوں، حاشا وکلا، ایسا دعویٰ کرنے والا اگر کوئی ہو تو اس سے بڑھ کر بُرا کوئی نہیں ہے۔ لیکن اتنا تو آپ کو معلوم ہے کہ اختر نے بزرگوں کی جوتیاں ضرور اُٹھائی ہیں، اس غلامی سے تو دنیا انکار نہیں کرسکتی کیونکہ تاریخ شاہد ہے، اپنی آنکھوں کو کہاں لے جاؤ گے؟ جنہوں نے اختر کو دیکھا ہے شاہ عبدالغنی صاحب کے تیل مالش کرتے ہوئے اور ان کی جوتیاں اُٹھاتے ہوئے، ایک دو برس نہیں بلکہ سالہا سال دیکھا ہے، لہٰذا تاریخ اور دنیا تو ایسی اندھی نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا جو اللہ کے ہیں ہم ان کے ہیں، جو ہماروں کے ہمارے ہیں، ہم ان کے ضرور ہیں الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کے اگر وہ خاص تھے تو اختر ان کے جو خاص تھے، ان خاصوں کا غلام ہے۔

دورانِ بیان حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی روح کی پرواز

ایک شعر سن لیجیے، بس آج کا مضمون ختم، جو آج صبح ہی دس اور گیارہ بجے کے درمیان تازہ شعر ہوا ہے، گرم جلیبی کیسی ہوتی ہے، بتاؤ بھئی؟

گرم جلیبی کی طرح تازہ شعر ہوا ہے ؎

گھری رہتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آگے کیا ہے میر صاحب؟ گھری رہتی ہے جو۔۔۔(حضرت والا کو شعر یاد نہیں آرہا تھا، تب فرمایا) آپ سناؤ میر صاحب! ؎

گھری رہتی ہے جو کشتی ہمیشہ موجِ طوفاں میں

لوگ کہتے ہیں نا کہ صاحب! گناہوں کا تقاضا ہر وقت پریشان کرتا ہے، گھبراؤ مت، اس کو میں نے اس طرح تعبیر کیا ہے ؎

گھری رہتی ہے جو کشتی ہمیشہ موجِ طوفاں میں
اُسی کشتی کا ہر دم ناخدا بھی باخدا ہوگا

ناخدا کے معنی کیا ہیں؟ ملاح، کشتی چلانے والے کو ناخدا کہتے ہیں۔ آپ کہیں گے یہ عجیب لفظ ہے، خدا پر نا لگا دیا، یہ کیا بات ہے؟ ناخدا اصل میں خدائے ناؤ تھا، ناؤ کا مالک، اور ناؤ کہتے ہیں کشتی کو، پھر خدائے ناؤ سے ناخدا ہوگیا، اس کو اضافتِ مقلوبی کہتے ہیں، جیسے شبنم، پہلے کیا تھا؟ نمِ شب۔ تو جس ناخدا کو ہر وقت غم ہے کہ کہیں میری کشتی ڈوب نہ جائے، ہر وقت پکار رہا ہے کہ یا اللہ! رحم کردے، اس کی دعا کو کیا پوچھتے ہو دوستو! ایسے ہی جن سالکین کو گناہوں کے تقاضے رہتے ہیں، ان کی دعاؤں کو بھی نہ پوچھو، وہ ہر وقت خدا سے فریاد کرتے رہتے ہیں۔ پھر پڑھئے میر صاحب! ؎

گھری رہتی ہے جو کشتی ہمیشہ موجِ طوفاں میں
اُسی کشتی کا ہر دم ناخدا بھی باخدا ہوگا

میں نے میر صاحب کو لکھا دیا ہے، شعر میرا ہی ہے مگر اس وقت میرا جہاز رن وے پر نہیں ہے، مجھے اس وقت ہوش نہیں ہے، اس لئے میر صاحب سے پوچھ پوچھ کر سنا رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جو کچھ عرض کیا گیا خدا قبول فرمالے۔ دوستو! یہ مت دیکھو کہ کیا بیان ہوا؟ بس اللہ تعالیٰ سے فضل کی دعا مانگو، مقرر کی کوئی حیثیت نہیں، مقرر پر بھی اگر خدا فضل نہ کرے تو اس کا بھی کوئی سہارا دنیا میں نہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت مانگو کہ اے اللہ! اپنی رحمت سے آپ اس وعظ کو بہانہ بنا دیجئے، ان گزارشات کو قبول فرما کر اختر کو، میرے دوستوں کو اور سامعین کو، سب کو اپنا مقبول اپنا محبوب بنا لیجیے، ہمارے دل کی دنیا جو آپ کی نافرمانیوں کے تقاضوں سے اُجڑی ہوئی ہے، اے اللہ! اس کو اپنی محبت اور تقویٰ کے نور سے آباد فرما دیجئے، ہم سب کو صاحبِ نسبت بنا دیجئے۔ یا اللہ! نسبت کی تین قسمیں جو بزرگوں نے بیان کیں کہ ضعیف، قوی اور اقویٰ، تو اے خدا! ہم سب کی ضعیف نسبتوں کو قوی فرما دیجئے اور جن کی نسبت قوی ہیں ان کو اقویٰ بنا دیجئے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

❁❁❁❁❁❁❁

❁❁❁❁❁

❁❁❁

❁

دعا مانگنے اور مصائب میں صبر و تسلیم کے بارے میں چند احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

....

دعا مانگنا عبادت ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ:
(وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ) ۔ مشکوۃ: ص ۱۹۴

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دعا عبادت ہے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی
(وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ)

دعا عبادت کا مغز ہے

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ۔ مشکوۃ: ص ۱۹۴

اور ارشاد فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والی چیز دعا ہے

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللهِ مِنَ الدُّعَاءِ ۔ مشکوۃ: ص ۱۹۴

اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز چیز دعا ہے

تقدیر کو صرف دعا ہی بدل سکتی ہے

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ ۔ مشکوۃ: ص ۱۹۴

اور ارشاد فرمایا کہ دعا کے علاوہ تقدیر کو کوئی چیز نہیں پھیرتی

....

عافیت میں زیادہ دعا مانگو تو مصائب میں دعا قبول ہوگی

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّسْتَجِیْبَ اللہُ لَہٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ فَلْیُکْثِرِ الدُّعَاءَ فِی الرَّخَاءِ۔ مشکوٰۃ:ص ۱۹۵

اور ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ تنگی اور سختی کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے تو اسے چاہیے کہ وہ فراخی کے زمانے میں بہت دعا کیا کرے

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

اس حدیثِ پاک کی تشریح از حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

مصیبت کے زمانہ سے پہلے ہی ڈرتے رہو، دوسروں کی مصیبت سے سبق حاصل کرو، نفس کا مزاج یہودیوں جیسا مت بناؤ کہ جب سر پر پہاڑ رکھ دیا تو اس وقت توبہ کرلی اور جب پہاڑ ہٹا تو پھر نافرمانی شروع کردی، یہ تو یہودیوں کا مزاج ہے کہ جب مصیبت آئی، اس وقت اللہ اللہ کرلیا، سجدے میں گر گئے اور جب مصیبت ٹل گئی تو پھر بدمعاشی شروع کردی، یہ مسلمانوں کا مزاج نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے: اُذْکُرُوا اللہَ فِی الرَّخَاءِ یَذْکُرْکُمْ فِی الشِّدَّۃِ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ: کلام ضحاك بن قیس رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۴۷۹۴) سُکھ میں اللہ کو یاد کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں دُکھ میں یاد رکھیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ غیرت کرو، کچھ شرم وحیا کرو، نعمتیں اللہ کی کھاتے ہو، اس کے دسترخوان پر حریص رہتے ہو، پلاؤ بریانی کباب شامی کھانے والے اللہ کی نافرمانی پر تم ڈھیٹ اور جری ہوتے ہو۔ اگر اللہ عذاب بھیج دے تو ساری پہلوانی نکل جائے۔ اگر گردہ میں پتھری کا درد ہو، اور پیشاب نہ اُترے تو ہائے ہائے چلاتے ہو، اُس وقت خدا یاد آتا ہے۔ آہ! ہم کیسے نالائق ہیں کہ خدا اُس وقت ہم کو یاد آتا ہے جب مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں، اور جب اللہ عافیت سے رکھے تو ہم کو خدا یاد بھی نہیں آتا۔ اس لئے

عافیت میں خدا کو یاد کرو، جب آرام سے رہو تب خدا کو یاد کرو، تکلیف میں یاد کرنا اور عافیت میں بھول جانا اور گناہوں پر جری ہو جانا سخت نالائقی اور محروم القسمت ہونے کی بات ہے۔ یہ اتنا بدبخت ہے کہ اس کو آرام کی قدر نہیں ہے، جہاں ذرا سا آرام اور عافیت ملی بس گناہوں کو تلاش کرنے میں لگ گیا۔ معلوم ہوا کہ اس کی اصلی غذا اللہ کی نافرمانی ہے کہ جب ذرا آرام میں ہوا تو نافرمانی کے وسائل اور ذرائع ڈھونڈتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے اور ایک لمحہ کی ناراضگی سے بچائے اور اصلی شکر گذار بندہ بنائے۔

نازل شدہ اور غیر نازل شدہ، دونوں بلاؤں میں دعا مفید ہے

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَاءِ۔ مشکوٰۃ: ص ۱۹۵

اور ارشاد فرمایا کہ دعا نفع دیتی ہے اس چیز (بلا، مصیبت) سے جو کہ اُتری اور اس چیز سے کہ جو نہیں اُتری

بہترین عبادت دعا کی قبولیت کا انتظار کرنا ہے

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّسْاَلَ وَاَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ۔ مشکوٰۃ: ص ۱۹۵

اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور بہترین عبادت کشادگی کا انتظار کرنا ہے

دعا نہ مانگنے والے سے اللہ ناراض ہو جاتا ہے

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ لَّمْ یَسْاَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ۔ مشکوٰۃ: ص ۱۹۵

اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے، اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے

بندے کو خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے اللہ کو شرم آتی ہے

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَّسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَيْهِ اَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا ۔ مشکوٰۃ:ص ۱۹۵

اور ارشاد فرمایا کہ تحقیق! تمہارا پروردگار بڑا حیا منداور کریم ہے، اپنے بندے سے حیا کرتا ہے کہ جب بندہ اس کی طرف اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹادے

دعا کے بعد دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرلو

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ ۔ مشکوٰۃ:ص ۱۹۵

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت دعا میں دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے تو ان کو نہیں رکھتے تھے جب تک اپنے چہرے پر نہ پھیر لیتے

کسی کے لئے غائبانہ دعا سب سے جلد قبول ہوتی ہے

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَاءِ اِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِّغَائِبٍ ۔ مشکوٰۃ:ص ۱۹۵

اور ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ غائب کی دعا غائب کے لئے بہت جلد قبول ہوتی ہے

روزہ دار، امامِ عادل اور مظلوم کی دعا رد نہیں ہوتی

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَلٰثَةٌ لَّا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا اللهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِيْ لَاَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ ۔ مشکوٰۃ:ص ۱۹۵

اور ارشاد فرمایا کہ تین شخصوں کی دعا رَد نہیں ہوتی، ایک: روزہ دار جس وقت وہ افطار کرتا ہے، دوسرا: لوگوں کا سردار جب وہ عدل کرے اور تیسرا: مظلوم کی دعا، اللہ تعالیٰ اس کو بادلوں سے اوپر اٹھالیتا ہے، اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ فرماتا ہے میری عزت کی قسم! میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ ایک مدت کے بعد ہو

والد، مسافر اور مظلوم کی دعا کی قبولیت میں کوئی شک نہیں

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَلٰثُ دَعَوَاتٍ مُّسْتَجَابَاتٍ لَّا شَكَّ فِيْهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ۔ مشکوٰۃ: ص ۱۹۵

اور ارشاد فرمایا کہ تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں، ان کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں ہے: باپ کی دعا، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا

پانچ قسم کے لوگ جن کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَمْسُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰى يَنْتَصِرَ وَدَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتّٰى يَصْدُرَ وَدَعْوَةُ الْمُجَاهِدِ حَتّٰى يَقْعُدَ وَدَعْوَةُ الْمَرِيْضِ حَتّٰى يَبْرَأَ وَدَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ثُمَّ قَالَ وَاَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعَوَاتِ اِجَابَةً دَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ۔ مشکوٰۃ: ص ۱۹۵

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ مظلوم کی دعا یہاں تک کہ بدلہ لے لے۔ حاجی کی دعا جب تک وہ لوٹ کر اپنے شہر واپس نہ آجائے۔ جہاد کرنے والے کی دعا۔ مریض کی دعا یہاں تک کہ اچھا ہو جائے۔ ایک مسلمان کی دعا اپنے مسلمان بھائی کے لئے جو کہ غائب ہو۔ پھر ان دعاؤں میں سے بہت زیادہ قبولیت کے لائق وہ ہے جو دوسرے بھائی کی پیٹھ پیچھے کی جائے

اس حدیثِ پاک کی تشریح از حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

نمبر ا: مظلوم کی دعا: مظلوم کون ہے؟ اس کو بھی سمجھ لو، کبھی انسان ماں باپ سے لڑ جاتا ہے، ان سے بدتمیزی سے بات کرلی، ان کا دل دُکھ گیا، بس ظلم ہوگیا، ماں باپ مظلوم ہوگئے۔ دل کا دُکھانا، دل کوستانا اسی کا نام ظلم ہے، اس سے ساری عبادت ناس ہوجاتی ہے۔ ایک بڑھیا رات بھر عبادت کرتی تھی اور دن بھر روزہ رکھتی تھی مگر زبان کی نہایت خراب تھی، سارا محلہ اس سے تنگ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا هِيَ فِي النَّارِ یہ عورت جہنم میں جائے گی۔ اب وہ عورتیں اپنے عمل کو دیکھیں جو شوہروں کو ستاتی ہیں اور وہ مرد بھی اپنا جائزہ لیں جو ذرا ذرا سی بات پر بیوی کو ستاتے ہیں اور اس کی آہ لیتے ہیں حالانکہ وہ بے چاری نمازی بھی ہے، تلاوت بھی کرتی ہے مگر پھر بھی ستائے جارہے ہیں، اب اگر اس کے آنسو نکل آئے تو جس قدر باپ اپنی بیٹی کی مظلومیت سے غمگین ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ ناراضگی ہوتی ہے اُن لوگوں سے جو اپنی بیویوں کو ستاتے ہیں۔

اسی طرح بیوی بھی شوہر کو نہ ستائے۔ بعض صحابیات نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ مرد جمعہ پڑھتے ہیں ہم پر جمعہ فرض نہیں، مرد جہاد کرتے ہیں ہمیں جہاد کا بھی موقع نہیں، مرد عید بقرعید کی نماز پڑھتے ہیں، ہم پر واجب نہیں ہے، ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم شوہروں کی خدمت کرو یہی تمہارا جہاد ہے، یہی تمہارا جمعہ اور عید بقرعید ہے۔ شوہروں کی خدمت سے تمہاری سب کمی پوری ہوجائے گی لہٰذا گھر میں جھاڑو لگانا، ناشتہ، چائے، کھانا پکانا، یہ عبادت سمجھ کر کرو۔

بعض عورتیں اپنے شوہروں سے بدتمیزی کرتی ہیں، انہیں چائے ناشتہ وقت پر نہیں دیتیں، وقت پر ان کی خدمت نہیں کرتیں جس سے شوہر کا دل دُکھتا ہے، شوہر بے چارہ رات بھر غمگین لیٹا ہوا ہے اور یہ تہجد پڑھ رہی ہیں۔

یاد رکھو! حدیث میں ہے کہ اگر کسی کا شوہر ناراض سو گیا تو عورت چاہے رات بھر تہجد پڑھے، چاہے تلاوت یا جو بھی عبادت کرے، اللہ کی لعنت اس پر برستی رہتی ہے، حوریں اس کو لعنت کرتی ہیں کہ ظالم! یہ کچھ دن کے بعد میرے پاس آنے والا ہے، چند دن کے لئے تیرے پاس امانت ہے، تُو کیوں اسے ستا رہی ہے؟ پس اگر کسی نے اپنے شوہر کا دل دُکھایا تو وہ شوہر بھی مظلوم ہے اور مظلوم کی بد دعا سے بچنا چاہیے۔

نمبر ۲: حاجی کی دعا رَد نہیں ہوتی جب تک کہ وہ گھر واپس نہیں آ جاتا۔

یہاں یہ بات بتانا ضروری ہے کہ بعض لوگوں پر حج فرض ہوتا ہے لیکن وہ اسے ادا کرنے میں لا پرواہی کرتے ہیں، بعض مال کی محبت سے اور بعض دوسری وجوہ سے۔ تو خوب سمجھ لیجیے کہ جس پر حج فرض ہے اور وہ بغیر کسی عذر اور مجبوری کے حج میں تاخیر کرتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بد دعا فرماتے ہیں کہ یہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔ کتنی سخت وعید ہے لہٰذا جس پر حج فرض ہو چکا ہے اسے جلدی کرنی چاہیے۔

نمبر ۳: مجاہد کی دعا رَد نہیں ہوتی جب تک وہ جہاد سے واپس نہیں آ جاتا۔

نمبر ۴: مریض کی دعا رَد نہیں ہوتی۔ ڈاکٹروں کو مریضوں کی دعا لینے کا زیادہ موقع ملتا ہے لہٰذا جب وہ مریض دیکھنے جائیں تو مریض سے اپنے لئے دعا کرائیں اور اس سے کہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو شفا دے، اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھیں:

((اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ))

(سنن ابی داؤد: (اسلامی کتب خانہ)؛ باب الدعاء للمریض عند العیادۃ؛ ج ۲ ص ۹۰)

ترجمہ: میں سوال کرتا ہوں اللہ عظیم سے، عرشِ عظیم کے رب سے کہ وہ تم کو شفا دے۔ حدیث میں آتا ہے کہ مریض کے پاس اس دعا کو پڑھ لیا جائے تو اگر اس کی زندگی مقدر ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہت جلد شفا دے دیتے ہیں۔ ڈاکٹروں کو خاص طور سے یہ دعا نوٹ کر لینی چاہیے اور مریض سے کہنا چاہیے کہ

تم بھی ہمارے لئے دعا کرو کیونکہ مریض کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ شفا نہ پائے۔مریض کی دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں لہٰذا مریض سے دعا کی درخواست کرنی چاہیے۔

اور نمبر ۵: یہ کہ اللہ تعالیٰ بھائی کی دعا بھائی کے لئے رَد نہیں فرماتے جبکہ وہ اس کے لئے غائبانہ دعا کرے۔اب دعا کی ان پانچوں قسموں میں کس دعا کی رفتار زیادہ تیز ہے؟اس کا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمار ہے ہیں:

((إِنَّ أَسْرَعَ الدُّعَاءِ إِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِّغَائِبٍ))

(سنن ابی داؤد:(اسلامی کتب خانہ)؛باب الدعاء بظهر الغیب؛ ج ۱ ص ۲۲۵)

مسلمان بھائی کی دعا جو دوسرے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ کی جائے،وہ سب سے زیادہ جلد قبول ہوتی ہے۔

چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اپنے اللہ سے مانگو

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْأَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ۔ مشکوٰۃ:ص ۱۹۵

اور ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنی ساری حاجتوں کا سوال اپنے پروردگار سے کرے، یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ بھی اگر ٹوٹ جائے تو اللہ سے مانگے

بیمار مسلمان کو اس کی صحت کی عبادت کا ثواب ملتا رہتا ہے

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُ بِبَلَاءٍ فِي جَسَدِهِ قِيلَ لِلْمَلَكِ اكْتُبْ لَهُ صَالِحَ عَمَلِهِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ فَإِنْ شَفَاهُ غَسَّلَهُ وَطَهَّرَهُ وَإِنْ قَبَضَهُ غَفَرَ لَهُ وَرَحِمَهُ۔ مشکوٰۃ:ص ۱۳۶

اور ارشاد فرمایا کہ جب مسلمان بندے کو جسمانی بیماری پہنچتی ہے (یا مبتلا کر دیا جاتا ہے) تو نیکی لکھنے والے فرشتے کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس کے وہ نیک اعمال

لکھتا رہ جو یہ صحت کی حالت میں کرتا تھا، اگر اللہ نے شفا دے دی تو اللہ تعالیٰ اس کو دھو دیتے ہیں اور گناہوں سے پاک کر دیتے ہیں اور اگر اللہ اس کو موت دے دیتا ہے تو اس کو بخش دیتا ہے اور رحم فرماتا ہے

دعا کرتے وقت اپنے آپ سے شروع کرو

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَکَرَ اَحَدًا فَدَعَا لَہٗ بَدَاَ بِنَفْسِہٖ۔ مشکوٰۃ: ص ۱۹۶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس وقت کسی کا ذکر کرتے، پھر اس کے لئے دعا مانگتے تو سب سے پہلے اپنے لئے مانگنے سے شروع کرتے

بیمار مسلمان کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑتے ہیں

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یُّصِیْبُہٗ اَذًی مِّنْ مَّرَضٍ فَمَا سِوَاہُ اِلَّا حَطَّ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ سَیِّئَاتِہٖ کَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَۃُ وَرَقَھَا۔ مشکوٰۃ: ص ۱۳۴

اور ارشاد فرمایا کہ مسلمان کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو ایسا جھاڑ (مٹا) دیتا ہے جیسا کہ درخت کے پتے گرتے ہیں

مصائب سے درجاتِ قرب بڑھتے ہیں

وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃٌ لَمْ یَبْلُغْھَا بِعَمَلِہٖ ابْتَلَاہُ اللّٰہُ فِیْ جَسَدِہٖ اَوْ فِیْ مَالِہٖ اَوْ فِیْ وَلَدِہٖ ثُمَّ صَبَّرَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ یُبَلِّغُہُ الْمَنْزِلَۃَ الَّتِیْ سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ۔ مشکوٰۃ: ص ۱۳۷

اور ارشاد فرمایا کہ جب بندہ کے لئے ایک بلند درجہ جنت میں مقدر کر دیا جاتا ہے اور وہ بندہ اپنے عمل سے اس درجہ کو نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو، اس کے مال کو، اور اس کی اولاد کو امتحان میں ڈال دیتا ہے، پھر آزمائش پر اس کو صبر عطا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اس مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے جو اللہ کی طرف سے اس کے لئے طے کیا تھا

مصائب سے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ اَوِ الْمُؤْمِنَةِ فِيْ نَفْسِهٖ وَ
مَالِهٖ وَوَلَدِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللهَ تَعَالٰى وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيْئَةٍ ۔ مشکوۃ:ص ۱۳۶
اور ارشاد فرمایا کہ مسلمان مرد ہو یا عورت ہو، اس کی ذات کو، اس کے مال کو اور اس کی اولاد کو ہمیشہ تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ وہ مرنے کے بعد اللہ سے ملاقات کرتا ہے اس حال میں کہ اس پر کوئی خطا نہیں ہوتی (آزمائشوں کی وجہ سے اس کی تمام خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں)

بیمار کی دعا مثل فرشتوں کی دعا کے ہے

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا دَخَلْتَ عَلٰى مَرِيْضٍ فَمُرْهُ يَدْعُوْ لَكَ فَإِنَّ
دُعَاءَهٗ كَدُعَاءِ الْمَلٰٓئِكَةِ ۔ مشکوۃ:ص ۱۳۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو تم اس کو اپنے لئے دعا کا کہو کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے

مصائب پر روزِ قیامت انعامات کی بارش ہوگی

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوَدُّ اَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِيْنَ يُعْطٰى
اَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ اَنَّ جُلُوْدَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ
فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيْضِ ۔ مشکوۃ:ص ۱۳۷
اور ارشاد فرمایا کہ جب آزمائشوں میں مبتلا ہونے والوں کو بہت ثواب دیا جائے گا تو اہلِ عافیت (سلامت رہنے والے) قیامت کے دن یہ تمنا کریں گے کہ کاش! ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹ دیئے جاتے تا کہ اُن کو بھی اِن کے برابر ثواب مل جاتا

....

ارشادات حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ

دعا کسی بھی زبان میں مانگ سکتے ہیں

حضراتِ فقہاء اور صوفیہ دونوں نے فرمایا ہے کہ اگرچہ دعا میں ادعیۂ ماثورہ کا اختیار کرنا افضل ہے مگر اس کی پابندی کی ضرورت نہیں، اگر کسی وقت کسی بات کے لئے اپنی زبان میں، اپنے محاورے میں دعا کرنے کو دل چاہے، تو بے تکلف جس لفظ سے چاہے دعا کرے، بس اتنی بات کی رعایت رہے کہ حرام چیز کی دعا نہ ہو، اور حدود سے تجاوز نہ ہو، جیسے ولایت مانگے لیکن نبوت نہ مانگے، نبوت مانگنا حرام ہے۔

بے توجہی سے مانگی گئی دعا کی مثال

مگر دعا توجہ سے مانگے، بے توجہی سے مانگی گئی دعا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کسی حاکم کو اپنی درخواست پیش کرے اس طور پر کہ حاکم کی طرف پیٹھ کرے اور اپنا منہ اپنے کسی دوست کی طرف کرلے، اور عرضی پڑھنا شروع کرے، دو جملہ پڑھ کر دوست سے ہنسی مذاق کرنے لگے، پھر دو جملہ پڑھے۔ ایسی دعا کس طرح قبول ہوگی بلکہ الٹا یہ شخص سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔

دعا، وہ واحد عبادت جو دنیا کے لئے بھی کی جاسکتی ہے

ایک خصوصیت دعا میں اَور عبادات سے زیادہ ہے کہ جتنی عبادتیں ہیں وہ اگر دنیا کے لئے ہوں تو عبادت نہیں رہتیں مگر دعا ایک ایسی چیز ہے یہ اگر دنیا کے لئے ہو، تب بھی عبادت ہے اور ثواب ملتا ہے، مثلاً اللہ سے مال مانگے، دولت مانگے، اور کوئی دنیاوی حاجت مانگے، جب بھی ثواب کا مستحق بنے گا۔ برخلاف اگر طبیب نے رائے دی کہ تم آج دن بھر کھانا نہ کھانا، نقصان ہوگا، اس نے کہا لاؤ روزہ ہی رکھ لوں تو اس کو روزے کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ روزہ رکھنا مقصود نہیں۔ ایسے ہی کوئی مسافر تھا تو مسجد میں اعتکاف کی نیت کرلی تاکہ سرائے (ہوٹل) کا کرایہ بچ جائے تو اس کو اعتکاف کا ثواب نہیں ملے گا۔ لہٰذا دعا خواہ دینی مقصد کے لئے ہو یا کسی دنیاوی مقصد کے لئے ہو،

مگر ناجائز امر کے لئے نہ ہو تو عبادت ہی عبادت ہے۔

عارف کبھی دعا کی قبولیت سے ناامید نہیں ہوتا

حضراتِ صوفیہ کا یہ خاص مذاق ہے کہ اجابت سے کبھی ناامید نہیں ہوتے۔ بعض اہل اللہ بعض امور کیلئے تیئس سال تک برابر دعا کرتے رہے، ۲۳ سال کے بعد قبولیت کا ظہور ہوا۔ ان کو اجابتِ دعا کا یقین تھا اس لئے برابر دعا میں لگے رہے مگر عام لوگوں کی عادت یہ ہے کہ چند روز دعا کرکے جب قبول کے آثار نہیں دیکھتے تو گھبرا کر دعا چھوڑ دیتے ہیں اور یوں سمجھ لیتے ہیں کہ ہم قبولِ دعا کے اہل نہیں۔ مسلمانوں نے جہاں اپنی کامیابی کے دوسرے طریقوں سے تغافل برتا ہے، افسوس ہے کہ وہ دعا جیسی سہل اور آسان چیز سے بھی تغافل برت رہے ہیں، اگر کم از کم ہر مسلمان عزتِ اسلام اور عزتِ مسلمین وغلبۂ اسلام کے لئے دعا ہی کرتا رہے، اور برابر اس میں لگا رہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ دنوں کے بعد آثارِ قبول نظر آجائیں گے۔ فَاعْتَبِرُوْا يَآ اُولِي الْاَبْصَارِ (پس اے عقل ودانائی والو! (اس حالت کو دیکھ کر) عبرت حاصل کرو)

ارشادات حضرت والا مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دعا مانگنے کا ادب

اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ ۔ (مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ ص ۸۷)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے لوگو! سن لو اپنی دعاؤں سے پہلے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھ لو، اگر تم نے درود شریف نہیں پڑھا تو تمہاری درخواست آسمان پر نہیں جائے گی، نیچے ہی پڑی رہے گی۔ اور مرقاۃ میں ہے:

قَالَ الشَّيْخُ اَبُوْ سُلَيْمَانَ الدَّارَانِيُّ اِذَا سَاَلْتَ اللّٰهَ حَاجَةً فَابْدَاْ بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ ادْعُ بِمَا شِئْتَ ثُمَّ اخْتِمْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بِكَرَمِهٖ يَقْبَلُ الصَّلٰوتَيْنِ وَهُوَ اَكْرَمُ مِنْ اَنْ يَّدَعَ مَا بَيْنَهُمَا

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بروایت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دعا کی قبولیت کے لئے اپنی دعا کے اول آخر درود شریف پڑھا کرو، دونوں درود کے درمیان دعا اس لئے قبول ہوتی ہے کہ درود قطعی قبول ہے، جب اللہ تعالیٰ شانہ اپنے لطف و کرم سے آگے پیچھے کے درود کو قبول فرمالیں گے تو ان کے کرم سے مستبعد ہے کہ وہ درمیان کی چیز کو رَد فرمائیں۔(مرقاۃ، رشیدیہ، ج ۳ص ۲۰)

دعا مانگنے کا طریقہ

وَيَبْسُطُ يَدَيْهِ حِذَاءَ صَدْرِهِ نَحْوَ السَّمَاءِ لِأَنَّهَا قِبْلَةُ الدُّعَاءِ وَيَكُونُ بَيْنَهُمَا فُرْجَةٌ۔ (ردالمحتار علی الدر المختار: ج ا ص ۵۰۷)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دعا کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو سینے کے سامنے پھیلائے (مولانا شاہ ابرارالحق صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ بٹن نمبر ۲ کے سامنے کرلیں تو سینے کے مقابل ہاتھ آجائیں گے)، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہاتھوں کا رُخ آسمان کی طرف ہو کیونکہ دعا کا قبلہ آسمان ہے، نماز کا قبلہ تو کعبہ ہے مگر دعا کا قبلہ آسمان ہے کیونکہ دے گا آسمان والا۔ آسمان کی طرف ہاتھوں کا رُخ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہم آسمان سے مانگ رہے ہیں، مراد یہ ہے کہ ہم آسمان والے سے مانگ رہے ہیں، خالقِ آسمان سے مانگ رہے ہیں۔ جس طرح کعبہ کی طرف سجدہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم کعبہ کو سجدہ کر رہے ہیں بلکہ کعبہ والے کو سجدہ کرتے ہیں۔ بعض لوگ مُکڑی بنا کر دعا مانگتے ہیں، اور بعض دونوں ہاتھوں سے منہ کو چھپا لیتے ہیں، یہ طریقے ٹھیک نہیں۔ دونوں ہاتھوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ ہو، یہ مستحب ہے، ضروری نہیں، کبھی آدمی پر کیفیت ہوتی ہے تو کوئی فاصلہ یاد نہیں رہتا، اور دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرہ پر پھیر لے، یہ نیک فال ہے، گویا ہمیں شاہی عطیہ مل گیا اور ہم نے سر پر رکھ لیا اور آنکھوں سے لگا لیا، یہ ادائے بندگی ہے۔ اور جو لوگ دعا مانگ کر ہاتھوں کو پیٹھ کے پیچھے پھینکنے کا اشارہ کرتے ہیں یہ بدتمیزی ہے، گویا جو ملا وہ پیچھے پھینک دیا۔

حالات وواقعات قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

راوی امیر شاہ خان صاحب نے فرمایا کہ (۱) مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت علیل تھی اور میں آپ کے پاس اکیلا بیٹھا حضرت کے پاؤں دبا رہا تھا۔ یہ زمانہ وہ تھا جب براہینِ قاطعہ کتاب شائع ہوچکی تھی اور اس پر مخالفین کو پریشانی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تخت پر جلوہ افروز ہیں اور مجھے سامنے کھڑا کیا ہے اور مجھ سے امتحان کے لئے ایک سو مسئلے پوچھے اور میں نے سب کا جواب دے دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب کی تصویب فرمائی اور نہایت مسرور ہوئے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اُس روز سے میں نہایت خوش ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اگر سارے عالم میرے خلاف ہوں گے تو بھی ان شاء اللہ! حق میری جانب ہوگا۔ (۲) ایک مرتبہ مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ گنگوہ تشریف لائے، مغرب کی جماعت کھڑی تھی اور غالباً مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ امامت کے لئے مصلیٰ پر پہنچ گئے تھے۔ مولانا یعقوب صاحب کو دیکھ کر مولانا گنگوہی پیچھے تشریف لائے اور ان کو امام بنایا۔ مولانا یعقوب صاحب چونکہ سفر سے آرہے تھے تو پاؤں پر گرد لگی ہوئی تھی، مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے رومال لے کر آپ کے پاؤں جھاڑنا شروع کئے اور آپ تسبیح پڑھتے رہے اور ذرا جنبش نہ کی۔ (۳) مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے کہ بارش آگئی۔ سب طلباء تو کتابیں لے کر اندر کو بھاگے مگر مولانا سب طلباء کی جوتیاں جمع کر رہے تھے کہ اُٹھا کر لے چلیں۔ لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو کٹ کر رہ گئے۔ (۴) حضرت مولانا فرماتے تھے کہ جو لوگ علمائے دین کی توہین اور ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، ان کا منہ قبر میں قبلہ سے پھیر دیا جاتا ہے، اور یوں بھی فرمایا کہ جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ (۵) ایک مرتبہ مولوی محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (والد شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اور خادمِ خاص حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ) کو کسی کام میں زیادہ دیر لگ گئی تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی بار پکارا کہ خدا جانے کہاں بیٹھ گئے مگر مولوی یحییٰ صاحب نہیں آئے تو مولانا یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

جس طرح کٹا روز گذر جائے گی شب بھی ۔۔۔ مت آئیو او وعدہ فراموش تُو اب بھی

(از ارواح ثلٰثہ ص ۳۰۵)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ